UNIVERSAL LIBRARY
OU_232725
UNIVERSAL LIBRARY

دیر آید درست آید

اشاعة السنة النبویة

علی صاحبہا الصلوٰة و التحیة

نمبر [illegible] — جلد سوم

[illegible] الاول ۱۲۹۷ھ و مارچ ۱۸۸۰ء

شرح [illegible]

درجات و مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اعلیٰ قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس +	کم از کم للعہ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و الا[illegible]	کم سے کم عہ
(۳) عام قیمت	متوسط اہل وسعت +	
(۴) رعایتی قیمت	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس پیسہ ماہواری سے زیادہ نہیں [illegible]	
(۵) للّٰہی قیمت	بے وسعت جو دس پیسہ ماہواری کی آمدنی بھی نہیں رکھتے مگر علمی لیاقت رکھتے ہوں اور اس رسالہ کی [illegible]	ثواب آخرت

بقیہ شرح مراتب خمسہ قیمت اسی بیان کے موافق ہے جو رسالہ نمبر سابق میں ثبت ہے خط و کتابت [illegible] رسالہ راقم کے نام ہو پتہ عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے +

عذر

راقم ایک ضروری سفر میں رہا + سفر سے پھر آیا تو بیمار ہو گیا۔ اسلئے رسالہ میں توقف ہوا خریداران و ناظرین معاف فرماویں۔ بلکہ دو نمبر اور بھی اس تاخیر کی شکایات نکریں اس عرصہ میں رسالہ قدیمی اندازہ پر آ جائیگا اور مافات کی مکافات و تدارک

التماس

یہ نمبر پوری توجہ گورنمنٹ و رؤسا مسلمین و عامہ ناظرین کے لایق ہے کیونکہ مذہبی و قومی و ملکی فایدہ پر مشتمل ہے۔ صاحب گورنمنٹ ریویو راقم اسکی پوری کیفیت گورنمنٹ میں پہنچاویں اور رؤسا مسلمین و عامہ ناظرین بھی اسمین پوری غور کریں

انشاء اللہ تعالیٰ عمل میں آئیگا + راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری از لاہور متصل مسجد چینیانوالی۔

مطبع مصطفائی لاہور میں طبع ہوا

التحذیر عن التبذیر

صیانۃ للمسلمین عن اضاعۃ الدین

یعنی

تدبیر وقف خاندانی سے مسلمانون کو ڈرانا — اور انکے دین کو تباہی و بربادی سے بچانا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دام مین زر کے اگر موتی کا دانا ہوگا
جو نہ ہو دام مین آویگا سو دانا ہوگا

آنرابل سید احمد خان صاحب بہادر سی - ایس - آئی - نے مسلمانون کو مخالفۂ دین مین پہنسانے اور قید شریعت سے چھوڑانے کے لئے ایک ایسا جال پہیلایا ہے جسکو (شریعت کا گلٹ چڑہا کر) دام زر بنا دیا ہے - اور جو اسمین دانہ رکہا ہے اسکو (شریعت کے آب سے) ایک دردانہ بنا دکہایا ہے گو وہ بظاہر دام شریعت نظر آتا ہے مگر درحقیقت وہ قید شریعت سے آزادی اور فضاء حریت مین بلند پروازی کا ایک ذریعہ ہے - اور اسمین ان لوگون کی (جو دام تزویر نہین پہچانتے اور خالص زر شریعت و ملمع شناختی مین فرق نہین کرسکتے) پہنس جانیکا اندیشہ ہے -

لہذا مین بنظر صیانۃ مسلمین و نصیحۃ اخوان دین اس گلٹ کو اوتار کر اس جال کی اصلی صورت اور اس مصنوعی دردانہ کی واقعی حقیقت مسلمانون کو بتاتا ہون اور اس سے بچ جانیکا ذریعہ بھی بتاتا ہون

آپنے ابطال حکم وراثت کے لئے ایک قانون تجویز کیا ہے جسکو باسم قانون وقف خاندانی اہل اسلام موسوم فرمایا ہے - اس قانون سے آپکا مقصد دلی و مطلب اصلی تو وہی (شریعت سے) آزادی ہے جو آپکے مضمون مذہب معاشرت کا نتیجہ ہے (چنانچہ نمبر ۱ - و ۲ - جلد ۲ - اشاعۃ السنۃ مین اسکا بیان گذر چکا ہے) مگر چونکہ اس مقصد کے اظہار سے آپ کا کامیاب ہونا دشوار تہا اسلئے اس مطلب کو اس پیرایہ مین ادائے کیا ہے کہ وراثت کی جگہہ فرضی و مصنوعی وقف تجویز کر دیا ہے اور اسپر چند روایات فقیہ سے (جنکو آپ کے فرضی وقف سے کچھہ مناسبت نہین) استشہاد کیا ہے

ساتھہ اُسکے اظہار کمال خیر خواہی و ہمدردی اسلامی کا ضمیمہ بھی لگا دیا ہے۔ چنانچہ علی گڈہ گزٹ مین اور تہذیب الاخلاق ماہ ذی قعدہ ۸۹ھ مین بصفحہ ۵۴ ارشاد فرمایا ہے۔

ایک تدبیر

مسلمانون کے خاندانونکو تباہی اور بربادی سے بچانے کی۔

چونکہ مسلمان خاندانون کی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی ہے اور جو امیر اور ذی مقدور خاندان تھے انکی اولاد نہایت غریب و مفلس ہو گئی ہے اور جو باقی ہین دو پشت مین انکی جایدادین اور ریاستین بھی سب برباد اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑون مین تقسیم ہو کر ذرہ ذرہ مین بٹ جاوینگی اسلئے مجھکو اسبات کا خیال پیدا ہوا ہے کہ کوئی ایسی تدبیر کیجاوے جس سے مسلمانون کی ریاستین قایم رہین اور مسلمانون مین رئیس و ذی مقدور لوگ دکھائی دین جنسے مسلمانون کی عزت اور امتیاز قایم رہے اور وہ تدبیر بھی ایسی ہونی چاہیے کہ سُنی اور شیعہ دونون فریق کی فقہ کے مطابق ہو اور دونون فریق کے مسایل مسلمہ مذہب کے برخلاف نہو۔

مسلمانون کی ملکیت مین جو جایداد ہوتی ہے شرع کے بموجب اُسکی دو حالتین ہوتی ہین ایک زمانہ حیات مالک مین اور ایک بعد وفات مالک کے +

زمانہ حیات مین ہر ایک مالک کو از روئے شرع کے جایداد کی نسبت اختیار کامل حاصل ہوتا ہے چاہیے وہ اسکو بیع کر ڈالے چاہے کسیکو بخش دے چاہے وقف کرے چاہے ایک ثلث کی بپابندی قواعد شرع وصیت کر دے۔ بعد وفات کے اُسکی جایداد اُسکے وارثون مین حسب فرائض تقسیم ہو جاتی ہے ورثہ کا مسئلہ بموجب شرع کے ایسا مستحکم ہے کہ کوئی مسلمان اُسکی بجاآوری سے انکار نہین کر سکتا اور کوئی شخص اُسمین دست اندازی کا مجاز نہین ہے ضرور ہے کہ وہ اسی طرح تسلیم کیا جاوے اور بجنسہ بجا لایا جاوے جسطرح کہ قرآن مجید اور کتب فقہ مین مندرج ہے ٭

وصیت کا مسئلہ بھی قریب قریب ورثہ کے مسئلہ کے ہی ہے یعنے کسی شخص کو ثلث مال سے زیادہ وصیت کا اختیار نہین ہے اور نہ ذوی الفروض کے حق مین اُسکو وصیت کرنے کا اختیار ہے اور یہہ مسئلہ بھی

مثل مسئلہ وراثت کے ایسا ہے کہ نہ کوئی اس مین دست اندازی کرسکتا ہے اور نہ اس سے انکار کرسکتا مگر وقف کا مسئلہ جسکا اختیار مالک کو بموجب شرع کے اپنی حیات مین حاصل ہے غور کے قابل ہے۔ شیعہ اور سنی دونون مذہب کی کتابون مین وقف دو قسم کا قرار دیا گیا ہے ایک وقف واسطے امور مذہبی کے اور دوسرا وقف واسطے اپنے اور اپنے اہل و عیال کی پرورش کے دوسرے قسم کے وقف کے لئے انکی کتابون مین جداگانہ ابواب اور جداگانہ احکام مندرج ہین چنانچہ فتاوے عالمگیری مین جو خاص باب اس پچھلے قسم کے وقف کے لئے منعقد کیا گیا ہے اسکا یہہ عنوان ہے - باب فی الوقف علی نفسہ و علی اولادہ ونسلہ - یعنے یہہ باب ہے جایداد کو اپنے لئے اور اپنے اولاد کے لئے اور اپنی نسل کے لئے وقف کرنے مین ؛؛

{ اُسکے بعد صفحہ ۳ مین آپنے چند روایات فتاوے عالمگیری سے استشہاد کیا ہے جنمین بھی وقف کا ذکر ہے - آپ کی مصنوعی وقف سے انکو کچھہ تعلق نہین ہے - اون روایات کو معہ ترجمہ }

دو آپ ہی کے الفاظ تحریر سے نقل کیا جاتا ہے ؛

(۱) رجل قال ارضی صدقۃ موقوفۃ علے نفسی یجوز ہذا الوقف -

(۲) ولو قال وقفت علی نفسی ثم من بعدی علی فلان ثم علی الفقراء جاز

(۳) ولو قال ارضی موقوفۃ علی فلان ومن بعدہ علی او قال علی و علی فلان او علی عبیدی و علی فلان المختار انہ یصح -

(۴) وکذا لو قال علی والدی و علے من یحدث لی من الولد فاذا انقرضوا فعلی المساکین -

ایک شخص نے کہا کہ میری زمین میرے لئے وقف ہے تو ایسا وقف جایز ہے -

اگر ایک شخص نے کہا کہ مینے اپنی زمین کو اپنے نفس کے لئے اور میرے بعد فلان شخص کے لئے پھر محتاجون کے لئے وقف کیا تو یہہ وقف جایز ہے

اگر کوئی شخص کہے کہ میری زمین فلان شخص کے لئے وقف ہے اور اُسکو بعد میرے لئے یا میرے لئے اور فلان شخص کے لئے یا میرے غلامون اور فلان شخص کے لئے تو مذہب مختار یہی ہے کہ وقف صحیح ہے

اور اسیطرح وقف صحیح ہے اگر کوئی کہے کہ مینے اپنی زمین اپنے باپ کے لئے اور اس بیٹے کے لئے جو آئیندہ پیدا ہو وقف کی ہے مگر جب وہی نہ رہین تو وہ وقف مساکین کے لئے ہو جائیگا - فقط

(۵) ولو قال ارضی ہذہ صدقة موقوفة علی من یحدث لی من الولد ولیس لہ یصح۔ — اگر کوئی شخص کہے کہ میری یہہ زمین اُس بیٹے کی لیے وقف ہی جو پیدا ہوگا حالانکہ بالفعل اسکے کوئی بیٹا نہین ہی تو یہہ وقف صحیح ہی۔

اس روایت پنجم مین آپنے تصرف کیا ہی اسکے نصف اول کو اپنے موافق مدعا سمجھکر لے لیا ہے اور نصف آخر کو مضر مطلب سمجھکر چھوڑ دیا ہے۔ اس نصف اخیر سے اس وقف کا (جسکو آپ وقف خاندانی کہتے ہین اور وقف خیراتی سے متبائین و علیحدہ ٹھہراتے ہین) وقف خیراتی ہونا اور انجام کو فقرا پر صرف ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہہ بات آپ کے مدعا کے برخلاف تھی اسلئے آپ نے اُسکو گاؤ خورد کر دیا۔ ہم اسکا تتمہ نقل کرتے ہین اور عامہ مسلمین کو آپ کی (باجود ادعا نصیحت و خیر خواہی کی) تصرف پر آگاہ کرتے ہین۔

وہو ہذا

فاذا ادرکت الغلة تقسم علی الفقرا فان حدث لہ ولد بعد القسمة تصرف الغلة التی توجد بعد ذالک الی ہذا الولد مابقی ہذا الولد فاذا لم یبق لہ ولد صرفت الغلة الی الفقراء کذا فی فتاوی قاضیخان۔	جب غلہ (آمدنی) وقف کا وقت آجاوے۔ (اور اولاد پیدا نہو) تو وہ غلہ فقرا پر تقسیم ہوگا۔ اگر پیچھے کر اولاد پیدا ہو جاوے تو غلہ آیندہ اُن پر صرف کیا جاویگا۔ پہر جب اولاد باقی نرہی تو غلہ فقرا پر منقسم ہوگا ایسا ہی ہے فتاوی قاضیخان مین

انہی پانچ روایتون کے مضمون کی روایتین اور آپ نے عالمگیری سے نقل کی ہین۔

پہر صفحہ ۹۴ مین اسی قسم کی چند روایات فقہ مذہب شیعہ کو (شیعہ کے دام مین لانے کے لئے) نقل کیا ہے۔ پہران روایات سے کئی نتائج نکالے ہین جو بجنسہ آپ کے الفاظ سے نقل کئے جاتے ہین۔ آپ فرماتے ہین۔

غرضیکہ سنی و شیعہ دونون مذہبون کی مذکورہ بالا روایتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانون کو اپنے مذہب کے رو سے علاوہ مسئلہ وراثت و وصیت و وقف و ہبہ اور تمام مذہبی اپنی جائداد کو اور اپنی ریاست کو وقف خاندانی کرنے کا بہی اختیار حاصل ہے جب

سے مندرجہ ذیل نتیجے† پیدا ہون گے۔

اول یہہ کہ وہ جایداد ہمیشہ کے لئے قایم و موجود رہیگی کوئی شخص اسکو تلف نہ کرسکیگا۔

دوسری یہہ کہ۔ جایداد اسطرح وقف ہوگی اسمین ورثت جاری نہو سکیگی یعنے تقسیم نہوگی بعینہ بلا تقسیم بطور ریاست قایم و غیر منقسم رہیگی۔

---

† منجملہ ان نتایج پنجگانہ کے نتیجہ اول تو بلا ریب اُن روایات کا نتیجہ ہے (جنمین انہون وقف فرضی و مصنوعی کو اختراع کیا ہے) ایسا ہی دوم مگر جو اسمین لفظ (بطور ریاست) لگادیا ہے یہہ کسی روایت کا نتیجہ نہین بلکہ صرف انکے خیال او نیچری اصول کا نتیجہ ہے۔ ریاستی وقف کا نہ ان روایات مین ذکر ہے نہ اور کہین اسلام مین اسکا نام و نشان ہے۔ وقف اسلام مین ایک ہی ہے جسکو وقف للہ یا فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے اگرچہ مصرف اسکا خواہ نفس واقف ہو یا اسکی اولاد یا اور اغنیا یا فقرا چنانچہ تفصیل اسکی بضمن ابطال امر سیوم عنقریب آتی ہے۔

لیکن نتیجہ **سوم و چہارم و پنجم** ایسے نتایج ہین کہ اگر اور کوئی شخص یہہ نتایج ان روایات سے نکالتا تو مین اوسکے مقابلہ مین صاف کہدیتا کہ یہہ شخص دروغ بے فروغ ہے۔ مگر چونکہ ان نتایج کے نکالنے والے آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر ہین اسلئے مین بجائے اسکے یہہ لفظ کہتا ہون کہ یہہ مغالطے ہین یہہ نتایج روایات مذکور کے نتایج نہین ہین۔ اور روایات منقولہ بالا مین سے کسی روایت کے مفہوم یا منطوق صریح یا اشارہ سے ان نتایج کا ثبوت پایا نہین جاتا ہے۔

نتیجہ سیوم و چہارم کی تو ان روایتون سے بو تک نہین آتی اور قواعد تقرر یا تعیین مین صاحب وقف کے خود مختار رہنیکا (جو نتیجہ سیوم و چہارم کا مفہوم ہے) ان روایات مین ذکر و اشارہ بہی نہین۔

ایسا ہی نتیجہ پنجم کی ایک جزو (یعنے تقرری مقدار) کا اسمین ذکر نہین۔ ہان ایک جزو کا (یعنی تقرری اشخاص فلان و فلان کا) اسمین ذکر ہے۔ مگر ساتھ اسکے ان روایات مین یہ کہین نہین ہے کہ اس تقرری مصارف مین واقف پر شرع مین کوئی قید نہین۔ غایۃ ما فی الباب یہہ ہے کہ ان روایات مین ان

تیسری یہہ کہ جس ترتیب اور جس قاعدے سے مالک جایداد نے قرار دیا ہو اُسی قاعدے اور ترتیب سے کوئی شخص مثلاً بڑا بیٹا بطور متولی جانشین ہوگا اور جایداد کی آمدنی مین سے جن جن لوگون کو مالک جایداد نے دینا تجویز کیا ہے اسطرح دیتا رہیگا۔

قیود کا ذکر نہین ہے جس سے یہہ نہین پایا جاتا کہ تمام شرع مین کہین ان قیود کا ذکر نہین۔ یہہ محض مغالطے ہین جنمین آپ مسلمانونکو پہنساتے ہین۔ باوجود اسکے رفارمر و مصلح و خیرخواہ ہونے کا دعوی کرتے ہین۔ وہ مسلمان بہی اسلام سے عجیب واقفیت رکہتے ہین جو کہ آپکے ایسے دلیرانہ تصرفات کو نہین سمجہتے کہ آپنے عالمگیری سے نقل کیا گیا اور اس سے از خود نتایج نکال کر اسکو نیا کیا دیا۔

اسکی مثال یہہ ہے کہ کوئی شخص قرآن یا کتب فقہ سے آیات اور روایات متعلقہ حج معرض استدلال بیان کرے پہر اس سے سفر لندن یا کلکتہ یا شملہ کے جواز کا نتیجہ نکالے اور اسی کو حج قرار دے ÷

یہہ بہی اسکی مثال ہو سکتی ہے جو اہل بدعت مین پائی جاتی ہے کہ آیات و احادیث ایصال ثواب سے استدلال کرتے ہین اور اس سے اُن دعوتون کے (جو مردہ کے فوت ہونے پر اغنیاء برادری کو کہلاتے ہین) جواز کا نتیجہ نکالتے ہین۔

یہی کام بعینہ آپنے کیا ہے۔ معرض استدلال مین تو اون روایات عالمگیری کو ذکر کیا ہے جسمین صرف وقف اقارب کا ذکر ہے۔ پہر اس سے اپنے فرضی و مصنوعی وقف کا جواز نکالا ہے جسکا (بلحاظ قیود و شروط) اسلام مین کہین پتہ نہین ہے۔

ان سب باتون کی تفصیل متن رسالہ مین بضمن ابطال اصول تحریر جناب ہوگی اس حاشیہ مین اس تفصیل کا اجمال دکہایا گیا ہے اور اہل فراست کے نزدیک ایک اجمالی جواب کل مطالب تحریر مخاطب ادا ہوا۔

چوتھی یہہ کہ- جانشینی کی ترتیب بالکلیہ مالک جایداد کی مرضی پہ مقرر ہے اور شرع کے رو سے اختیار ہے کہ مالک جایداد جو مناسب سمجھے اُسکے مطابق طریقہ جانشینی مقرر کرے کچھہ ممانعت شرع مین نہین ہے -

پانچوین یہہ کہ مالک جایداد کو اختیار رہے کہ جس جس مقدار سے کہ مناسب سمجھے اور جس جس کے لئے مناسب سمجھے اسکی آمدنی مین سے سالانہ مقرر کرے کوئی قید اور ممانعت شرع کے رو سے نہین ہے -

[پھر صفحہ ۱۵ مین ہر قانون وقف کے مطالب کی بند کر دفعات اجمالی فہرست دی ہے پھر اُنہی دفعات کی اس قانون مین تفصیل کی ہے از انجملہ بہت سے دفعات مین اُن اصطلاحات ونتایج و فوائد کلکٹری قواعد کا بیان ہے - جن سے تعرض کرنا ہماری مقصود سے اجنبی ہے - ہماری تعرض کے لائق ان مین چند دفعات ہین انکو اولاً اجمالی فہرست سے نقل کیا جاتا ہے - پھر انکی تفصیل کو دفعات مسودہ قانون سے پیش کیا جاویگا - آپ فرماتے ہین-]

طریقہ جانشینی

دفعہ ۳۰ لغایت ۳۲ - جبکہ ایک مستحکم قانون بنایا جاتا ہے تو قاعدہ جانشینی کا مہمل اور مجمل نہین چھوڑا جا سکتا بلکہ ضرور ہے کہ اوسکے لئے قانون مین ایک مستحکم قاعدہ جانشینون کے سلسلہ کا بتایا جاوے تاکہ کوئی محل اشتباہ اور نزاع باقی نرہے اسلئے اس مین یہہ قاعدہ بنایا گیا ہے کہ جو شخص متوفی سے قرابت قریبہ رکھتا ہے اور عمر مین بڑا ہے اوس شخص کو استحقاق جانشینی کا ہوگا -

پرورش رشتہ داران

دفعہ ۲۹ لغایت دفعہ ۳۳ - پرورش رشتہ داران کے لئے بھی قاعدہ بنائے گئے ہین سوا اوسکے جو ریاستین تعلقہ داران کی قایم کی گئی ہین اُنکے رشتہ دارونکی پرورش کا طریقہ جو قانوناً قرار دیا

گیا ہے وہی طریقہ اس قانون مین رکھا گیا ہے۔

[اس اجمالی فہرست کی دفعہ ۲ کی تفصیل آپنے مسودہ قانون بنظر تقید مفید کے ہر ایک جملہ ہماری غور کے لائق پانچ قاعدے ہین جو ذیل مین منقول ہین۔]

(۷) ذکور کو اناث پر ترجیح ہوگی اور وہ ذکور جنکی مان متحد ہے اور باپ مختلف بہ نسبت اناث داخل ہونگے

(۸) کبیر السن کی اولاد کو صغیر السن کی اولاد پر ترجیح ہوگی۔

(۹) ایک باپ کے دو بیٹون مین سے جو مختلف ماؤن سے ہون اُس بیٹے کو ترجیح ہوگی جسکی مان سے اسکے باپ کا نکاح پہلے ہوا ہو۔

(۱۰) درصورت عدم موجودگی رشتہ داران نسبی جائداد شوہر یا زوجہ کو جیسی صورت ہو ملیگی لیکن اگر ایک سے زیادہ زوجہ ہون تو اُس زوجہ کو ملیگی جسکا نکاح پہلے ہوا ہو۔

(۱۱) درصورت عدم موجودگی اُن تمام اشخاص (یعنے رشتہ داران نسبی و زوجین) کی جائداد گورنمنٹ مین چلی جاویگی تاکہ وہ بطور مناسب مسلمانونکی تعلیمی ††اخلاقی و تمدنی ترقی مین خرچ کرے"

[اور دفعات ۲۹ سے ۳۳ تک کی تفصیل مین آپنے ان شروط و تحدیدات کو بیان فرمایا ہی کہ جن پر نہ قرآن کی شہادت ہے نہ حدیث کی نہ فقہ اہل سنت کی نہ فقہ اہل تشیع کی صرف ایک (۱۱) بابت تقسیم مجوزہ گورنمنٹ انگریزی کی شہادت پائی جاتی ہے - اور آپنے بھی اسیکی شہادت کو نفس مضمون حواشی پیش کیا ہے اس تفصیل سے چند دفعات مع حواشی ان دفعات کے جو جناب کے افادات سے ہین بطور تمثیل ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔]

دفعہ ۲۹ جب کسی جانشین کو مرنے کے بعد ایسے رشتہ داران باقی رہین جو آگے مذکور ہون گے تو جانشین وقت کو ایسے ہر رشتہ دار کو اپنی ایام حیات مین یا اوس میعاد تک جو آگے مذکور ہوگی بذریعہ

†† یہان آپ یہہ کہنا بھول گئے (یا شاید لمبین ہی ہو) کہ اس جائداد کو علیگڈہ کو مدرسہ مین صرف کرے یا تہذیب الاخلاق کے مصارف مین لگائے اسلئے کہ آجکل اخلاقی اور تمدنی ترقی کیلئے ایسا کوئی محل نہین ہے - (چشم بد دور)

اقساط مساوی یا جو بموجب رواج ملک کے مطابق ایک موجب سالانہ ادا کرنا ہوگا جو اُس مقدار سے زیادہ نہوگا
جسکا ذکر آگے آئیگا بشرطیکہ رشتہ داران مذکور بروز وفات جانشین متوفی کی اُسکے ساتھ سکونت اور
خورد و نوش رکھتا ہو اور بدین شرط کہ یہہ رشتہ دار اسکو کافی ذریعہ پرورش کا نہ رکھتا ہو نہ رکھنے والا ہو

دفعہ ۳۰ - متوفی کی جدین و والدین و بیوگان کبیرہ کی حالت مین غایت تعداد موجب سالانہ کی حسب تشریح ذیل ہوگی

(پھر اس تشریح مین سات درجہ موجب کو ذکر کیا اور درجہ ہفتم کا بیان یہہ فرمایا -)

† یعنی درجہ ہفتم اجبالیت سالانہ چودہ ہزار روپیہ سے کم ہو تو تعداد ایک سو سے روپیہ سے زیادہ نہوگی -

جانشین متوفی بیوہ صغیرہ کی حالت مین غایت تعداد موجب سالانہ کی اُس غایت تعداد سے نصف ہوگی جسکی بیوہ
کبیرہ بموجب جزو ماسبق دفعہ ہذا کے مستحق ہوتی -

دفعہ ۳۱ - جانشین متوفی کے برادران اور پسران نابالغ کی حالت مین غایت تعداد موجب سالانہ
کی ایک ہزار دو سو روپیہ سے زیادہ نہوگی -

‡‡ جانشین متوفی کے بھتیجون کی حالت مین جو یتیم اور نابالغ ہون غایت تعداد موجب سالانہ کی چھہ سو روپیہ سے زیادہ نہوگی

دفعہ ۳۲ - جانشین متوفی کی دختران ناکتخدا اور پسران اور دختران کی ہو کی حالت مین غایت تعداد موجب سالانہ کی تین سو ساٹھ روپیہ سے زیادہ نہوگی

---

† دفعہ ۲۴ - ۲ - ایکٹ ۱۸۶۹ع ‡ دفعہ ۲۵ ایکٹ ۱۸۶۹ع ‡‡ دفعہ ۲۶ ایکٹ ۱۸۶۹ع § دفعہ ۲۷ ایکٹ ۱۸۶۹ع

یہہ ہیں جناب مجتہد صاحب کے افادات ہین ناظرین انکو نظر انصاف سے ملاحظہ فرماکر غور کرین کہ دفعات ایکٹ مذکور الصدر کی تشریح
استشہاد آیات قرآنیہ یا احادیث نبویہ یا روایات فقہیہ پر ہے جو وقف جملی الاحکام کی بنا صرف ان دفعات پر ہے
وقف اسلام کیونکر ہو سکتا ہے اور انکو فقہ سُنّی و شیعہ کے مطابق اور ان سے مستفاد و مستنبط کیونکر کہا جا سکتا ہے
ان لوگونکی علم و فہم سے تعجب ہے جنہوں نے اس مسودہ مین صرف لفظ وقف دیکھکر اسکو اس قسم کا وقف مان لیا جو فتاوی عالمگیری یا شرائع الاسلام وغیرہ کتب فقہ سنیہ و شیعہ کی
روایات مین مذکور ہے مصداق سمجھہ لیا ہے اور اسکے ان احکام و لوازم کو جنکی بنا فقرات ایکٹ (۲) گورنمنٹ انگلشیہ پر ہے کچھہ خیال نکیا
اس زمانہ تاریکی مین (جسکو نئی مہذب زمانہ روشنی کہتے ہین) علم کا تو تنزل ہو ہی رہا تھا افسوس ساتھ
ہی اسکے عقل و فہم کو بھی تنزل ہو گیا ہے - فانا للہ وانا الیہ راجعون - حاشیۃ الحواشی

یہہ جملہ مطالب دفعات تحریر جناب کا (جسکو مسئلہ شرعی سے تعلق ہے) **خلاصہ** بیان کیا گیا ہی اور جن دفعات سے ہمنے تعرض نہین کیا انکو اصل مطلب سے (جو شرع سے متعلق ہے) کچہہ تعلق نہین ہے اُنمین صرف بیان اصطلاحات و قانونی تشریحات و کلکٹری ہدایات و امثال ذلک کا بیان ہے جو ہماری بحث و مقصود سے خارج ہے۔

ان سب مطالب کی (جو ہمنے نقل کئے ہین) **اصل اصول تین امر ہین** جو جملہ مطالب کے لئے بمنزلہ مقدمات ہین اور انٌ سب مطالب کی مناط و مدار وہی تین امر ہین انکے ابطال سے جملہ مطالب تحریر جناب کا ابطال متصور ہے اسلئے ہمنے اپنی بحث و کلام کو اُنہی تین امر کے ابطال مین منحصر کردیا ہی وہ تین امر یہہ ہین

امر اول ہر صاحب جایداد کو اپنی حیات مین اپنی جایداد کی نسبت کلی اختیار حاصل ہے چاہے اسکو جسطرح دل مین آوے) یہہ کردی جاہے بلا لحاظ و پابندی قید ثلث (جو وصیت مین شرعاً معتبر ہے) کل یا اکثر جایداد کو وقف کردے جیسی پابندی قیود شرع فرائض و وصیت مین اسپر واجب ہے ویسی وقف یا ہبہ مین نہین ہے اسمین اسکو شرعاً بالکل آزادی ہی اور ہر وجہ سے خود مختاری

دوم ہر صاحب جایداد کو یہہ بہی اختیار حاصل ہے کہ اپنی وقف کردہ جایداد کی تقرر جانشینی و تقسیم آمدنی کے باب مین جو شروط و قیود چاہے تجویز کرے کوئی حکم یا قید شرع کیطرف سے اسپر نہین ہے۔

سوم وقف جو اس مسودہ مین آپنے تجویز کیا ہے اور اسکو خاص خاص قیود و شروط سے مقید کردیا ہے یہہ وہی وقف ہے جسکا شرع مین حکم آچکا ہے اور روایات منقولہ سابق مین اسکا ذکر ہے اور یہہ وقف اوس وقف سے (جو فی سبیل اللہ امور مذہبی کے لئے کیا جاتا ہے جیسے مساجد و مدارس وغیرہ) علیحدہ چیز ہے اُس وقف الٰہی و مذہبی سے صرف ثواب آخرت مقصود ہوتا ہے۔ اور اس وقف خاندانی سے محافظت خاندان و ابقاء ریاست و نام مدنظر ہوتا ہے گویا یہہ دونون مطلق وقف کے دو نوع متباین ہین اور دونون کے احکام مختلف اور یہہ **تینون امر سراسر غلط و باطل** ہین جنمین حق کا شائبہ بہی نہین انکی بنا صرف مغالطات پر ہے انکی ثبوت پر کہین شریعت مین شہادت نہین اور نہ خاصکر عالمگیری جسمین ان امور کے ثبوت کا جناب مخاطب کو دعویٰ ہے ان امور کا ثبوت پایا جاتا ہے بلکہ اُن کا خلاف

و ابطال تمام شریعت کتاب و سنت و فقہ علمائے امت مین موجود ہے ناظرین اس امر کا بیان توجہ سے سنین اور اس تدبیر کا دام تزویر ہونا مشاہدہ کر کے اس مین پھنس جانے سے بچین —

ابطال امر اول — گو نیچری اصول کے رو سے ہر کسیکو اپنی جایداد کی نسبت کلی اختیار حاصل ہوگا کہ جاہے کسیکو (اہل ہو خواہ نہو) بخشدے یا کسی کنوئین مین ڈالدے یا آگ مین جلا دے یا اور کسی طرح ضایع و برباد کر دے مگر اسلامی اصول کے موافق کسیکو اپنی جایداد کی نسبت یہہ اختیار نہین ہے ✝ جایداد کیا کسیکو اپنے کسی امر (کہانے پینے بولنے سُننے لینے دینے وغیرہ) مین خود مختاری و آزادی نہین ہے بلکہ ہر ایک امر مین مال ہو خواہ اسکی ذاتی افعال وہ شریعت کی رسی سے جکڑا ہوا ہے وہ بلا اجازت خدا و رسول کے کوئی کام نہین کر سکتا — اس مقام مین اور سب کامون سے بحث نہین (اس بحث کا کفیل ہمارا مبحث مذہب و معاشرت ہے) اور نہ مال کی جملہ وجوہ تصرفات سے بحث مقصود ہے یہان صرف ہبہ اور وقف مین صاحب مال کی خود مختاریکا نہایت ... دعوی کیا ہے اسلئے انہین دو مین اسکی پابندی کا ثبوت دیا جاتا ہے —

ہبہ مین کسی شخص کو اختیار نہین ہے کہ جس شخص کو چاہے اپنا مال ہبہ کر دے بلکہ صاحب مال پر لازم ہے کہ موقع مناسب کو دیکھے اگر خود حاجت رکھتا ہے تو اپنے نفس کو مقدم کرے پھر اپنی اولاد و عیال کو

✝ نیچری اصول سے اس کلام پر یہہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ جبکہ مال ہمنے محنت سے پیدا کیا ہے — اور وہ ہمارا مالک ہوا تو ہمکو اسکے تصرف مین ہمارا خود مختار و آزاد نہونا خلاف عقل و نیچر ہے — اسلامی اصول سے اسکا یہہ جواب ملتا ہے کہ جو کچھ انسان کماتا ہے اور مالک و متصرف بنتا ہے وہ سبہی خدا کا ہے اور اسیکا دیا ہوا — اور اسیکی توفیق و عنایت سے پیدا ہوا — انسان محض خدا کا خلیفہ و نایب ہے اس سے بڑھکر وہ استقلال نہین رکھتا ہے — آن حضرت نے فرمایا ہے ان الدنیا حلوۃ خضرۃ وان اللہ مستخلفکم فیہا فینظر کیف تعملون — رواہ مسلم — یعنے دنیا شیرین اور خوش نما ہے اور خدا نے تمکو اس مین اپنا خلیفہ بنایا ہے پس وہ دیکھیگا کہ تم کیا عمل کرتے ہو — اور خلیفہ و نایب کا یہہ منصب نہین ہے کہ مستخلف و منیب کے برخلاف کوئی کام کرے — یا نیابت سے بڑھکر مستقل بالاختیار بن بیٹھے — ۱۲

اولاد متعدد رکھتا ہے تو سب مین مساوات و عدل کی رعایت کرے بعض اولاد پر بعض کو ترجیح نہ دے اولاد کی بھی اگر کسی اجنبی کو ہبہ کرنا چاہے تو بھی حقوق اولاد کی رعایت کرے سبھی یا اکثر مال اجنبی کو نہ دیدے اور متعدد بیبیان ہون تو ایک کو کچھ ہبہ کرنا چاہے تو ویسا ہی دوسری کو ہبہ کرے اگر سوا اولاد و ازواج کے اور اقربا کو ہبہ کرنا چاہے تو ان مین بھی درجہ قرابت کو ملحوظ رکھے یہہ باتین متعدد احادیث سے ثابت ہین - از انجملہ چند احادیث مندرج ذیل ہوتی ہین -

صحيح البخاري باب الهبة للولد وإذا أعطى بعض ولده شيئا لم يجز حتى يعدل بينهم ويعطي الآخرين مثله ولا يشهد عليه وقال النبي صلعم اعدلوا بين أولادكم في العطية ثم ذكر تفصيلا عن النعمان بن بشير قال أعطاني أبي عطية فقالت عمرة بنت رواحة لا أرضى حتى تشهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فأتى رسول الله صلعم فقال إني أعطيت ابني من عمرة بنت رواحة عطية فأمرتني أن أشهدك يا رسول الله قال أعطيت سائر ولدك مثل هذا قال لا قال فاتقوا الله واعدلوا بين أولادكم قال فرجع فرد عطيته وفيه أيضا عن كعب بن مالك قال قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من توبتي أن أنخلع من مالي صدقة إلى الله وإلى

صحیح بخاری مین ہے جب بعض اولاد کو دوسرونکے سوا کچھ دے تو جائز نہین جبتک سب مین مساوات و عدل نکرے انحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کی ہبہ مین عدل کیا کرو پھر بخاری نے اس حدیث کو نعمان بن بشیر سے بدین تفصیل نقل کیا کہ مجھے میرے باپ نے کچھ دیا تو میری مان عمرۃ بنت رواحہ نے کہا کہ مین تب راضی ہونگی جب تم رسول اللہ صلعم گواہ بناؤ گے تب انہون رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مینے اپنے بیٹے کو (جو عمرۃ بیوی سے ہے) کچھ ہبہ کیا ہے سو عمرہ ماننے چاہی ہی کہ مین آپکو گواہ بناؤن آپنے فرمایا باقی اولاد کو بھی ایسا ہی دیا ہے اسنے کہا نہین انحضرت نے فرمایا خدا سے ڈرو اپنی اولاد مین عدل کیا کرو پھر اسنے آپکی خدمت سے آکر اپنا دیا ہوا ہبہ لیا - اور نیز صحیح بخاری مین ہے کہ کعب بن مالک کی جب توبہ نازل ہوئی تو کعب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری توبہ پوری ہو جب مین اپنے سبھی مال سے الگ ہو جاؤن

تنبیہ ہبہ - ہدیہ - صدقہ و عطیہ ان احکام مین یکسان ہین اسلئے ان سب کا آنحضرت کی احادیث سے ہر مقام مین احتجاج ہوتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلعم
امسک علیک بعض مالک فہو خیر لک قلت
فانی امسک سہمی الذی بخیبر

وفیہ ایضاً عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم
قال خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی وابدأ بمن تعول

وفی سنن **ابی داؤد** عن جابر بن عبد اللہ
الانصاری قال کنا عند رسول اللہ صلعم اذ جاءہ
رجل بمثل بیضۃ من ذہب فقال یا رسول اللہ صلعم
اصبت ہذہ من معدن فخذہا فہی صدقۃ ما املک
غیرہا فاعرض عنہ رسول اللہ ثم اتاہ من قبل
رکنہ الایمن فقال مثل ذلک فاعرض عنہ ثم
اتاہ من قبل رکنہ الایسر فاعرض عنہ ثم اتاہ
من خلفہ فاخذہا رسول اللہ فحذفہ بہا فلو
اصابتہ لاوجعتہ او لعقرتہ فقال رسول اللہ صلعم
یاتی احدکم بما یملک فیقول صدقۃ ثم یقعد

یعنی سب خدا کی راہ میں دیدون آنحضرت نے ارشاد کیا
کہ اپنا کچھہ مال رہنے دے وہ تیرے لئے بہتر ہوگا یعنی تیرے
کام آئیگا میں نے کہا میں وہ حصہ رکھہ لیتا ہوں جو خیبر میں ہے
اور نیز بخاری میں ہے کہ صدقہ بہتر وہ ہے کہ جسکے بعد بھی صدقہ
کرنے والا غنی رہے اور پہلے اسکو دو جو تمہاری پرورش میں ہو
اور سنن ابی داؤد صفحہ ۲۳۴ میں ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس بیضہ کا سا کچھہ سونا لایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
میں نے یہہ سونا ایک کان سے پایا ہے اور میں اسکے سوا اور کچھ
رکھتا بھی نہیں اسکو آپ لیلیں یہ فی سبیل اللہ ہے تب آنحضرت نے
مونہہ پھیر لیا پھر وہ آنحضرت کی داہنی طرف سے آیا تو آنحضرت نے
مونہہ پھیر لیا پھر وہ آنحضرت کی بائیں طرف سے آیا پھر بھی آنحضرت نے
مونہہ پھیر لیا پھر وہ آنحضرت کے پیچھے سے آیا پس آنحضرت صلعم
نے وہ سونا لیکر اسکو مارا اگر وہ اسکو لگ جاتا تو
چوٹ لگاتا یا زخم کر دیتا پس آنحضرت نے ارشاد کیا کہ تم
لوگ اپنا سبھی مال † خیرات کر دیتے ہو پھر بیٹھہ کر لوگوں کے سامنے ہاتھہ

† اگر اسپر کوئی یہہ اعتراض کرے کہ سنن ابی داؤد کے اسی صفحہ میں یہہ حدیث بھی موجود ہے کہ صدیق اکبر نے ایکدفعہ
جو کچھہ گھر میں تھا آنحضرت کے سامنے لاکر صدقہ کر دیا اور آنحضرت نے منع نہ فرمایا تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہی حدیثیں صاف ظاہر بتا رہی ہیں
کہ جو مال منقولہ گھر میں اوٹھا لائے تھے اسکو صدقہ کیا تھا نہ یہہ کہ گھر کو بھی ساتھہ اوٹھا لائے تھے اور صدقہ کر دیا تھا اور بہت سے احادیث میں وارد ہے کہ
حضرت صدیق اکبر کے پاس زمین وغیرہ مال بھی موجود تھی جسمیں کاشت وکسب کیا کرتے اور اسمیں سے عیال کی پرورش کرتے انجملہ ایک غابہ تھا جسمیں سے
آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ کو بیس وسق دینے تجویز کئے تھے جنمیں کچھہ عطا فرمائے تھے — دیکھو موطا مالک کتاب الاقضیہ —

لا تستكف الناس خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى وفي رواية) خذ عنا مالك لا حاجة لنا به ۔

و ايضاً عن ابي هريرة رضى قال امر النبي صلعم بالصدقة فقال رجل يا رسول الله عندي دينار قال تصدق به على نفسك قال عندي آخر قال تصدق به على ولدك قال عندي آخر قال تصدق به على زوجك قال عندي آخر قال تصدق به على خادمك قال عندي آخر قال انت ابصر

و ايضاً فيه عن ابي هريرة عن النبي صلعم قال من كانت له امرأتان فمال الى احدهما جاء يوم القيمة وشقه مائل ۔

پہیلانے ہو بہتر خیرات وہی ہے جو مال باقی رہکر بچ رہے ہو اس مال کو لیجا ہمکو اسکی کچہہ حاجت نہین ۔

اور نیز ابو داؤد کی صفحہ ۲۴۵ مین ہے کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت مین عرض کیا کہ میرے پاس ایک اشرفی ہے آپنے فرمایا اسکو اپنی جان پر خرچ کر پہر اسنے کہا ایک اور بہی ہے تو آپنے فرمایا کہ اسکو اپنی اولاد پر خرچ کر پہر اسنے عرض کیا کہ ایک اور بہی ہے تو آپنے ارشاد کیا کہ اسکو بیوی پر خرچ کر پہر اسنے عرض کیا کہ ایک اور بہی ہے تو آپنے فرمایا کہ اپنے خادم پر خرچ کر پہر اسنے عرض کہ ایک اور بہی ہے تو آپنے فرمایا کہ اب تو خود جان سکتا ہے (یعنے جسکو اپنے اقربا اور اہل مین سے زیادہ مستحق سمجہے اسپر خرچ کرے ۔

اور نیز ابو داؤد مین ہے کہ آن حضرتؐ نے فرمایا کہ جس شخص کی دو عورتین ہون پہر وہ (عطا وغیرہ حقوق مین) ان مین عدل نکرے تو قیامت کے دن وہ ایسی حالت مین آئیگا کہ اسکی ایک جانب گری ہوئی ہوگی (یعنے فالج زدہ)

اور عموماً اقربا مین رعایت درجہ قرابت کے ملحوظ رکہنے کا آپنے بہت مواضع مین ارشاد فرمایا ہے اور اسیکے موافق ہمیشہ آپ کا اور آپکے اصحاب کا عملدرآمد رہا ۔

وفي صحيح البخاري صفحہ ۴۹۹ عن جبير بن مطعم قال مشيت انا وعثمان بن عفان الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا يا رسول الله اعطيت بني المطلب وتركتنا ونحن وهم منك بمنزلة

اس حکم کی دستاویز سے ایک موقع ہے جسمین آپنے بعض اقربا کو بعض پر مقدم کیا جبیر بن مطعم اور عثمان رضہ بن عفان نے آپکے پاس جاکر عرض کیا کہ آپنے (خمس خیبر مین سے) بنی مطلب کو دیا اور

واحدة فقال رسول اللہ صلعم انما بنو المطلب وبنو ہاشم شیٔ واحد۔
وفی روایة ابی داؤد انا وبنی المطلب لا نفترق فی جاہلیة ولا اسلام وانما نحن وہم شیٔ واحد وشبک بین اصابعہ علیہ السلام۔

ہمکو کچھہ ندیا حالانکہ آپسے ہماری اور انکی قرابت یکسان ہے تو آپنے انکی وجہ سوال دریافت کیا آونیز (یعنے لحاظ مساوات درجہ قرابت) بلکہ خیلکو آپنے ترجیح دی تہی انکی وجہ ترجیح کو بیان فرمادیا ہم (بنی ہاشم) اور بنی مطلب دونون ایک ہین کبہی اسلام سے پہلے اور پیچھے جدا نہین ہوئی (یعنے ایک دوسرے کے مددگار رہی ہین) بخلاف بنی عبدشمس وبنی نوفل کہ وہ ہمکو تکلیف پہنچاتے رہے ہین۔

یہہ احادیث باعلیٰ ندا پکار رہی ہین کہ ہبہ وعطیہ مین شریعت کیطرف سے مسلمانونکو آزادی وخودمختاری نہین ہے۔ بلکہ مصرف ومقدار وغیر متعلقات کے لحاظ سے ان پر اسباب مین کئی قیدین اور بندشین لگی ہوئی ہین کہ ازانجملہ بعض قیود کا یہان ذکر ہوا۔

جناب مخاطب کا یہہ کہنا کہ ہبہ مین ہر مالک جایداد خودمختار ہے محض مغالطہ ہے جسمین آپنے اس مغالطہ کے لئے بہٹری جمائی ہے جو وقف مین خودمختاری تجویز کرنے مین آپ سے سرزد ہوا ہے۔ پہلے آپنے ہبہ مین صاحب جایداد کو اختیار کامل عطا فرمایا ہے۔ پہر اسی سلسلہ مین وقف کو منسلک کردیا اور دہوکہ دہی کا پورا حق ادا کیا۔

اس بیان مین ہبہ کے باب مین تو آپکا مغالطہ خوب ظاہر ہوا۔ اب وقف کے باب مین مغالطہ جناب ظاہر کیا جاتا ہے۔

وقف مین بہی مسلمانونکو شرع کیطرف سے آزادی وخودمختاری نہین ہے کہ بلا لحاظ پابندی ثلث کل جایداد و یا اکثر جس قدر چاہین اور جسکے لئے چاہین وقف کرین۔ بلکہ وقف کے باب مین بہی شرع کیطرف سے بنظر محل ومقدار کی ویسی ہی قیدین وبندشین ہین جیسے ہبہ اور صدقہ مین مذکور ہوچکین ہین کہ وارثون کو محروم کرکے کل یا اکثر جایداد غیرونکے لئے وقف نکرے اور اگر وارثونکے لئے وقف کرنا چاہے تو بعض وارثونکو اس سے محروم نرکہے سب سے بحسب درجات ومراتب صلہ وسلوک کرے۔

مسلمانون مین کب لائق پذیرائے ہوتی - آپنے اس نظر سے یہہ حکمت کی ہے کہ پہلے ان احکام کو شریعت سے مٹا لیا - اور مسلمانون کو مذہب کیطرف سے آزاد و خود مختار بنا دیا پھر ان قواعد کو دستور العمل ٹھہرا دیا -

اور اس دلیری کرنے مین یہہ سمجھہ لیا کہ مسلمانون مین جو احکام شریعت سے واقف ہین وہ ہمارے آرٹیکل و قوانین کو لغو سمجھکر ملاحظہ نہین کرتے اور جو انکو شوق سے دیکھتے ہین وہ احکام شریعت سے واقفیت نہین رکھتے - پس جو کچھہ ہم کہینگے وہی سنا جایگا اور ہمارا رات کو دن اور دن کو رات کہنا بھی سچ مانا جاویگا -

مگر آپنے اس بیت [illegible] اندیشہ گمان مین الحمد یہہ عمل کیا اور یہہ خیال نفرمایا کہ شاید کوئی نہ کوئی واقفان احکام شریعت سے ہماری کلام کیطرف متوجہ ہوگا - اور ہماری ان دلیرانہ دعاوی کے قلعے کہول دیگا -

بالجملہ امر دوم منجملہ امور ثلثہ اصول تحریر شما بھی ویسا ہی باطل ہے جیسا کہ امر اول باطل ہے - اب امر سیوم کے ابطال مین کلام کیا جاتا ہے -

ابطال امر سیوم - امر سیوم مین آپکا یہہ دعوی ہے کہ جو وقف ہمنے تجویز کیا ہے یہہ ہی وقف ہے جسکا روایات فتاوے عالمگیری مین ذکر ہے - اور یہہ وقف مذہبی وقف (مساجد و مدارس وغیرہ) سے جدا ہے کیونکہ اسکا نتیجہ ریاست کو قائم کرنا اور عزت و امتیاز خاندان کا باقی رکھنا مقصود ہوتا ہے - اور یہہ دعوی بھی مثل امر اول و دوم کے بے بنیاد ہے نہ یہہ وقف وہ وقف ہے جسکا فتاوے عالمگیری وغیرہ کتب فقہ و حدیث مین ذکر ہے - اور نہ شرع مین کوئی ایسا وقف آیا ہے جس سے ریاست و نام وعزت و امتیاز خاندان کا رکھنا مقصود ہوتا ہے - شرع مین وہ وقف آیا ہے جسمین ثواب آخرت و محض للہیت منظور ہوتی ہے -

اور یہہ **للہیت** و ارادہ ثواب آخرت وقف کی حقیقت مین داخل ہے اور اسکی ذاتیات یا عوارض +

+ التحقیق مبنی علی الاختلاف فی کون تعریفات الحقائق الاعتباریۃ الغیر المتاصلۃ حدودا او رسوما

صفات سے **ایسا قسم** یا فرد وقف کا کوئی نہین پایا جاتا جسمین اس ذاتی یا اس صفت کا تحقق نہین ہوتا۔ اس صفت للاہیت کے پائے جانے مین جملہ اقسام وقف (جنکا تعدد مصرف و محل کے سبب سے ہے) ایکجنس ہین اور ایک کو دوسرے سے اس صفت مین تفارق و تباین نہین ہے **وقف اولاد** اقارب کو وقف **مسجد** سے علیحدگی و **تفارق** ہی تو ہمین ہے - کہ مسجد سے ملک وقف مسجد کے زایل ہونے کے لئے وقف کی وصیت یا حاکم کا حکم شرط نہین ہے - اور وقف مسجد بطور وقف مشاع یعنے مشترکہ غیر منقسم کی درست نہین اور اسمین امام محمدؒ کے نزدیک متولی کی تفویض شرط نہین اور وقف اولاد اقارب مین ان باتون کا خلاف ہے **مگر اس صفت** للاہیت و ارادہ ثواب آخرت مین یہہ اس سے جدا نہین ہے - غرض جیسا جناب مخاطب نے جتایا ہے کہ وقف امور مذہبی سے ثواب مقصود ہوتا ہے اور وقف خاندانی سے عزت و نام و ریاست کا قیام یہہ محض مغالطہ ہے شرع مین اسکی کوئی اصل نہین ہے - ہمارے اس بیان کی تصدیق بر فقہ و حدیث متفق ہے اور تصریحات اکابر فقہا جو الفاظ وقف و اقارب و تعریف و سبب و غایتہ مطلق وقف مین انسے مروی ہین اسکے مصدق ہین - آنحضرتؐ کے زمانہ مین حضرت **عمر فاروق** رضؓ نے وقف اقارب کیا اسکو صدقہ اور فی سبیل اللہ فرمایا ہے - صحیح بخاری مین

عن ابن عمر قال اصاب عمر بخیبر ارضا فاتی النبی صلعم فقال اصبت ارضا لم اصب مالا قط انفس منہ فکیف تامرنی بہ قال ان شئت حبست اصلہا وتصدقت بہا فتصدق عمر انہ لا یباع اصلہا لا یوہب ولا یورث فی الفقراء والقربی والرقاب وفی سبیل اللہ والضیف وابن السبیل الحدیث -

حدیث ہے حضرت عمرؓ نے خیبر مین ایک زمین پائی پھر آنحضرتؐ کے پاس التماس کی یا رسول اللہ مینے خیبر مین ایسی نفیس زمین پائی ہے کہ ایسی کبھی نہین پائی آپ اسمین کیا فرماتے ہین آنحضرتؐ نے ارشاد کیا کہ اگر تو چاہے تو اصل زمین بند رہنے دے اور اسکا نفع صدقہ کردے پس حضرت عمرؓ نے اسکو اسطرح پر صدقہ کیا کہ نہ یہہ بیع ہو نہ ہبہ نہ اس مین ارث جاری ہو یہہ فقیرون اور قرابتون اور غلامون کے آزاد کرنے مین اور فی سبیل اللہ اور مہمانون اور مسافرون مین صدقہ ہے -

ایسا ہی **ابو طلحہ** نے اس صدقہ مین کہا تہا جو انہون نے اپنے قرابتون کے لئے مقرر کیا تہا
اسی کتاب مین حدیث ہے کہ جب آیتہ لن تنالوا البر نازل ہوئی تو ابو طلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے
فرمایا ہے کہ جب تک تم اپنا سب سے پیارا مال خرچ نکروگی نیکی نپاؤگے اور مجھے سب مالون سے

فی صحیح البخاری باب اذا وقف او
اوصی لاقاربہ ومن الاقارب وقال ثابت
عن انس قال النبی صلعم لابی طلحۃ اجعلہ
لفقراء اقاربک فجعلها لحسان وابی بن
کعب ورواہ بتمامہ فی مواضع من کتابہ منہا
ص ۱۹۷ - ۳۸۶ وص ۳۸۹ وغیرہا -

بیرحاء (کنوین اور باغیچہ کا نام ہے) پیارا ہے
آپ جہان مناسب دیکہین اسکو صرف کرین یہہ خدا
کیلئے صدقہ ہے مین اسکا ثواب اور ذخیرہ خدا کے
پاس چاہتا ہون تو آپ نے فرمایا اسکو اپنے
قرابیون مین مقرر کردے تو حضرت ابو طلحہ نے وہ حسان
وابی بن کعب مین جو سب قرابتیون سے نزدیکی تہے مقرر کردیا -

حضرت شاہ ولی اللہ نے (جنکو آپ سلسلہ محققین مین داخل کرچکے ہین) **حجۃ اللہ البالغہ** مین

ومن التبرعات الوقف وکان اہل الجاہلیۃ لا
یعرفونہ فاستنبط النبی صلعم لمصالح لاتوجد
فی سائر الصدقات فان الانسان ربما یصرف
فی سبیل اللہ مالا کثیرا ثم یفنی فیحتاج اولئک
الفقراء تارۃ اخری ویجی قوم آخرون من
الفقراء فیبقون محرومین فلا احسن ولا انفع
للعامۃ من ان یکون شی حبسا للفقراء وابناء
السبیل یصرف علیہم منافعہ ویبقی اصلہ علی ملک
الوقف وہو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر ان شئت
حبست اصلہا ولا یوہب ولا یورث وتصدق
بہا فی الفقراء وفی القربا وفی الرقاب وفی

فرمایا ہے - وقف بہی منجملہ تبرعات ہے - زمانہ جاہلیہ
کے لوگ اسکو کچہہ نہ جانتے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اسکو ایسی مصلحتون کی نظر سے نکالا جو اور صدقات
مین پائے نہین جاتے - اسلئے کہ انسان کبہی بہت
سا مال فی سبیل اللہ صرف کردیتا ہے پہر وہ تمام
ہوجاتا ہے اور وہی فقراء جنکو دیا تہا محتاج کے
محتاج رہجاتے ہین - اور جو نئے فقیر آتے ہین
وہ اس سے بالکل ہی محروم رہتے ہین پس عام
لوگونکے لئے اس سے بہتر اور نافع تر کوئی امر نہ تہا -
کہ ایک چیز کے اصل کو بند یعنے وقف کر رکہین -
اور اسکی نفع و آمدنی کو فقیرون پہ صرف کرین اور

وفی سبیل اللہ وابن السبیل والضیف لا جناح علی من ولیہا ان یاکل منہا بالمعروف ویطعم غیرہ متمول۔

وہ اصل چیز وقف کنندہ کی ملک سے رہے چنانچہ ابو حنیفہ رض کا مذہب ہے ۔

آنحضرت کا قول جو حضرت عمر رض کو ارشاد ہوا ہے کہ اصل زمین کو بند رکھو اور اسکا نفع خیرات کردے تا آخر (جو صفحہ سابق مین گذرا) یہی وجہ رکھتا ہے۔

روایات فتاوی عالمگیری جو خاص وقف اقارب مین ہین اور انہی روایات سے آپنے مصنوعی وقف کا جواز نکالا ہے صاف ناطق ہین کہ وقف اقارب بہی ایک صدقہ ہوتا ہے۔ چنانچہ پہلے اور پانچوین روایت مین لفظ صدقہ صاف موجود ہے اور بقیہ روایات سے جنمین فقراء کا ذکر ہے صدقہ ہونا مفہوم ہوتا ہے۔ اور اسی قسم کی روایات جنکو جناب مخاطب نے نقل نہین کیا اور بہی اس مین موجود ہین منجملہ ہے کہ ایک آدمی نے کہا میری یہہ زمین صدقہ ہے جو میری اولاد کے لئے وقف

رجل قال ارضی ہذہ صدقۃ موقوفۃ علی ولدی کانت الغلۃ لولد صلبہ یستوی فیہ الذکر والانثی واذا جاز ہذا الوقف فما دام یوجد واحد من ولد الصلب کانت الغلۃ لہ لا لغیرہ فان لم یبق واحد من الصلب لا ولد صرف الغلۃ الی الفقراء

(عالمگیری)

ہے تو آمدنی اسکی اسکی صلبی اولاد کے لئے مرد ہو خواہ عورت ہوگی۔ جب یہہ وقف جائز ہوا تو جبتک کوئی اسکی صلبی اولاد سے موجود ہوگا آمدنی اسکی لئے رہیگی اور جب صلبی اولاد سے کوئی نہ رہیگا تو آمدنی فقیرون پر صرف ہوگی لیکے اولاد کی اولاد کو نہ دی جاویگی۔

اسی قسم کی اور روایات ہین جنکی نقل کرنے مین طول ہوتا ہے اور آسی فتاوی عالمگیری مین تعریف متعلق وقف اور اسکے الفاظ اور اسکے شرائط کو ایسا بیان کیا ہے جنمین لفظ صدقہ یا اسکے معنے موجود ہین۔ چنانچہ کہاہے تعریف وقف ابو حنیفہ رض کے نزدیک یہہ ہے کہ کسی اصل چیز کا واقف کے ملک مین

فی العالمگیریۃ اما تعریفہ فہو فی الشرع عند ابی حنیفۃ رض حبس العین علی ملک الواقف والتصدق بالمنفعۃ علی الفقراء او علی وجہ من وجوہ الخیر

بند رکھنا اور اسکا نفع فقراء پر دینا اور خیرات کے صورتون مین صرف کرنا ۔ اور امام ابو یوسف رض و امام محمد رض کے نزدیک اسکو بحکم ملک خدا بند رکھنا ہی

وعندهما حبس العين على حكم ملك الله على وجه تعود منفعته الى العباد
اما ركنه فالالفاظ الخاصة الدالة - فصل فى
الالفاظ التى يتم بها الوقف اذا قال ارضى
هذه صدقة محررة موبدة حال حياتى وبعد مماتى
او قال ارضى هذه صدقة موقوفة محبوسة ابدا الخ
واما سببه فطلب الزلفى انتهى مختصراً -

ایسے طور پر کہ اسکا نفع بندون پہونچے - اور اسکا رکن
وہ الفاظ خاص جو وقف پر دلالت کرتے ہین (پہر ان
الفاظ کو فصل مستقل مین یون بیان کیا ہے)
یہہ میری زمین صدقہ ہے ہمیشہ کے لئے وقف کی گئی
اور مثل اسکے اور الفاظ - - ابدا الخ
اور اسکا سبب یعنے فائدہ و مقصود خدا کا قرب

ایسا ہی ہدایہ مین تعریف وقف کو بیان کیا ہے - اور اسکے حاشیہ فتح القدیر مین بیان

وسببه ارادة محبوب النفس فى الدنيا ببر الاحياء
وفى الآخرة بالتقرب الى رب الارباب جل وعز
(فتح القدير)

سبب وقف مین کہا ہے کہ اسکا سبب دنیا مین پیاری چیز کی
منفعت زندون کے لئے چاہنا اور آخرة مین خدا تعالے
کا قرب حاصل کرنا -

اور فتاوے در مختار مین ہے وقف کے معنے لغت مین بند رکہنا ہے اور شرع مین کسی اصل چیز کا حکم

الوقف هو لغة الحبس وشرعاً حبس العين على
حكم ملك الواقف والتصدق بالمنفعة ولو فى
الجملة والاصح انه عنده جائز غير لازم كالعارية
وعندهما هو حبسها على حكم ملك الله تعالى وصرف
منفعتها على من احب ولو غنيا فيلزم فلا يجوز
له ابطاله ولا يورث عنه وعليه الفتوى ابن الكمال
وابن الشحنة (در مختار)

ملک واقف پر بند رکہنا اور اسکا نفع اگرچہ فی الجملہ (یعنے
کسیوقت اور کسیقدر) ہو خیرات کرنا یہہ تعریف امام ابو حنیفہ رح
نزدیک ہے انکے نزدیک وقف کرنے سے وقف لازم نہین ہوجاتا
اور صاحبین کے نزدیک تعریف وقف یہہ ہے کہ اصل
کسی چیز کو جسپر چاہین (غنی کیون نہو) خرچ کرنا پہر
وقف لازم ہوجاتا ہے نہ باطل ہوسکتا ہے نہ ارث
مین آسکتا ہے اور اسیپر فتوی ہے یہہ بات ابن کمال ابن الشحنہ

اسکے حاشیہ رد المحتار مین وقف کے صدقہ ہونے کو اگرچہ فی الجملہ ہو ترجیح دی ہے اور قول ابن
کمال کو جسمین وقف اغنیاء کو بلا تصدق وقف قرار دیا گیا ہے رد کیا ہے چنانچہ کہا ہے تصدق فی

قوله فى الجملة فيدخل فيه الوقف على نفسه ثم على

الجملہ کہنے سے وہ وقف جو وقف کنندہ یا اور اغنیاء

الفقراء وكذا الوقف على الاغنياء ثم الفقراء
لما في النهر عن المحيط لو وقف على الاغنياء وحدهم
لم يجز لانه ليس بقربة اما لو جعل آخره للفقراء
فانه يكون قربة في الجملة انتهى - وبهذا التعميم
صار التعريف جامعا وستغني عما زاده فيه الكمال
وتبعه ابن الكمال من قوله او صرف منفعتها
الى من احب وقال لان الوقف يصح لمن
يحب من الاغنياء بلا قصد القربة وهو ان
كان لابد في آخره من القربة بشرط التابيد
كالفقراء ومصالح المسجد لكنه يكون وقفا
قبل انقراض الاغنياء بلا تصدق انتهى -
افاده في النهر واجاب في البحر ايضا بانه قد
يقال ان الوقف على الغني تصدق بالمنفعة
لان الصدقة تكون على الاغنياء ايضا وان
كانت مجازا عن الهبة عند بعضهم وصرح في
الذخيرة بان في التصدق على الغني نوع
قربة دون قربة الفقير انتهى - واعترضه
حينئذ بان هذا النوع من القربة لو كفى في
الوقف لصح الوقف على الاغنياء من غير ان
يجعل آخره للفقراء وعلمت تصريح المحيط
بانه لا يصح وسياتي قبيل الفصل قلت ويجوز

کے لئے ہو مگر اخیر کو فقیرون کے لئے ہوجاوے
داخل ہوگیا - یہہ شرط (اخیر کو فقرار کے لئے ہوجانے
کی) اسلئے لگائی ہے کہ نہر الفائق مین کتاب
محیط سے منقول ہے کہ اگر کوئی صرف غنیون
کے لئے وقف کرے تو جایز نہین ہے کیونکہ اسمین
قربت الہی نہین پائی جاتی لیکن اگر اخیر کو فقیرون کے
لئے کیا جاوے تو وہ فی الجملہ قربت ہو جاتی ہے -
اس کہنے سے تعریف وقف جامع ہو جاتی ہے اور
جو کمال نے اسکے متابعت سے ابن کمال نے وقف
اغنیار کو وقف مین شامل کرنے کے لئے تعریف وقف
مین یہہ لفظ کہ اسکے نفع کو جسپر چاہے صرف کرے
بڑہا دیا ہے اور اس وقف کے صحیح بنانے کو یہہ کہا
ہے کہ وقف اغنیار کے لئے بلا قصد قربت ہوتا ہے
اور اس وقف مین اگرچہ اخیر کو ہمیشہ کے لئے قربت
کا ہونا ضروری ہے لیکن وہ قبل اختتام غنیون کے
بدون صدقہ وقف رہتا ہے اسکی کچھہ حاجت نہین
یہہ بات نہر الفائق مین بیان کی ہے اور کتاب
بحر الرائق مین اس (وقف اغنیار) کے صحیح کرنے
کے لئے یہہ کہا ہے کہ غنی پر وقف بہی صدقہ ہے
کیونکہ غنیون کے لئے بہی صدقہ ہوتا ہے اگرچہ
وہ مجازا ہبہ ہے - اور ذخیرہ مین ہے کہ غنی پر

الصحیح ان الوقف تصدق ابتداء وانتهاء
اذ لابد من التصریح بالتصدق علی وجه التابید
او بایقوم مقامه کما یاتی تحقیقه +
ولکنه اذا جعل اوله علی معینین صار کانه استثنی
ذلک من الدفع الی الفقراء کما صرحوا به ولذا
اذا وقف علی بنیه ثم علی الفقراء ولم یوجد الا
ابن واحد یعطی النصف والنصف الباقی للفقراء
لان الباطل من الوقف علی ابن صار للفقراء
لان الوقف خرج عن ملک الواقف بقوله صدقة
موقوفة ابدا فقد ابتدأ بالصدقة وختمه بها
کما قاله الخصاف فعلم انه صدقة ابتداء لا
یخرجه عن ذلک اشتراط لمعین ــ (رد المحتار)

صدقہ کرنے مین بہی ایک طرحکی قربت ہے اگرچہ
وہ قربت صدقہ فقراء سے کم ہو اسپر یہہ اعتراض
کیا گیا ہے کہ اگر اسقدر قربت وقف مین کافی ہو تو
چاہیے کہ غنیون کے لئے وقف بدون اس شرط کے
کہ وہ اخیر کو فقیرون کے لئے ہوجاوے صحیح ہو
حالانکہ محیط کے روایت سے معلوم ہوچکا ہے
کہ ایسا وقف جو صرف غنیون کے لئے ہو صحیح نہین ہے
پس صحیح جواب (وقف اغنیاء کو شبہ سے) یہی ہے کہ وقف
ابتداء و انتہاء مین صدقہ ہے ۔ اسکو صاف طور پہ
صدقہ کہنا یا ایسے طور پہ جس سے صدقہ ہونا مفہوم
ہو ضروری ہے چنانچہ اسکی تحقیق آگے آتی ہے ۔
ولیکن جب اُسنے اسکو ابتداء مین خاص لوگون کیلئے
مقرر کیا تو گویا اس ابتدائی مصرف کو عطاے فقراء سے مستثنی کردیا ۔
یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی اپنی اولاد کے لئے پہر فقیرون کے لئے وقف کرے اور بجز ایک بیٹے کے اسکی اولاد نہو
تو بیٹے کو نصف ملیگا اور باقی نصف فقیرون کو ملیگا کہ جو اس بیٹے سے جاتا رہا وہ فقیرونکا ہوگیا کیونکہ
وقف ملک واقف سے صدقہ موقوفہ کہنے سے نکل گیا ۔ اسلئے کہ اُسنے اسکو پہلے بہی صدقہ یعنے لفظ صدقہ بولا
اور اخیر کو بہی صدقہ کہا یعنے لفظ وقف بولا (جو فقیرون کے لئے عرفاً مخصوص ہے ۔ چنانچہ اسکی تحقیق
بہی اسی تحقیق سابق الذکر مین آتی ہے) اس سے ثابت ہوا کہ وقف (اغنیاء پہ کیون نہو) ابتداء مین
بہی صدقہ ہوتا ہے ۔ اس صدقہ پنے سے اسکا کسی خاص محل (اغنیاء یا اولاد) سے مشروط ہونا اسکو خارج نہین کرتا ۔
یہہ جو ہمنے محیط سے نقل کیا ہے کہ اگر صرف غنیون کے لئے وقف کرے تو صحیح نہین ۔

+ اس تحقیق کا خلاصہ بعد نقل عبارت عالمگیری کے عنقریب آتا ہے ۔ حاشیہ ۔

حبب تک کہ اسکا اخیر فقیروں کے لئے ہوجانا مقرر نکیا جاوے - یہی ہدایہ مین اختیار کیا ہی اور ایسا ہی فتاوی عالمگیری مین (جسپر آپکا اعتماد ہے) بیان کیا ہے -

قال ولا یتم الوقف عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح حتی یجعل آخرہ بجہتہ لا تنقطع ابدا وقال ابو یوسف رح اذا سمی فیہ جہتہ تنقطع جاز وصار بعدہا للفقراء وان لم یسمہم لہا ان موجب الوقف زوال الملک بدون التملیک -

ہدایہ مین ہی - امام ابو حنیفہ رح وامام محمد رح کے نزدیک وقف پورا نہین ہوتا جبتک کہ اسکا اخیر ایسا نہین کیا جاتا جو ہمیشہ کو رہے اور منقطع نہو جاوے یعنے فقیروں کو نہ ٹھہرایا جاوے - اور امام ابو یوسف رح نے کہا ہے کہ اگر ایسی صورت مقرر ہو جاوے (جیسے اولاد یا اغنیا کو مقرر کرنا) تو بھی جائز ہے اور بعد منقطع ہونے اس صورت کے وہ وقف فقرا کے لئے خودبخود ہو جائیگا اگرچہ وقف کنندہ نے انکا نام نہین لیا انکی دلیل یہہ ہی کہ وقف سے ملک مالک کا زائل ہو جاتا اور اخیر کو وقف فقراء کے لئے ہو جانا تو عین موجب و لازم وقف ہے پھر اگر اسنے نام نہ لیا تو کیا ہوا -

فتاوے عالمگیری مین ہے - امام ابو حنیفہ و امام محمد رح کے نزدیک وقف کی شرطون مین

وفی العالمگیریۃ ومن شروط الوقف ان یجعل آخرہ لجہۃ لا تنقطع ابدا عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح وان لم یذکر ذلک لم یصح عندہما وعند ابی یوسف رح ذکر ہذا لیس بشرط بل یصح وان سمی جہۃ تنقطع ویکون بعدہا للفقراء وان لم یسمہم لان قصد الواقف ان یکون اخیرہ للفقراء وان لم یسمہم فکان تسمیۃ ہذا الشرط ثابتا دلالۃ -

سے یہ بھی ہے کہ اسکی اخیر صورت ایسی ہو جو منقطع نہو اگر ایسا کا ذکر نہین کیا تو انکے نزدیک وقف صحیح نہین ہے - امام ابو یوسف رح کے نزدیک ایسی صورت کا ذکر کرنا شرط صحت وقف نہین بلکہ وقف منقطع ہو جانے والی صورت کے ذکر کرنے سے بھی صحیح ہو جاتا ہے پھر وہ وقف بعد منقطع ہو جانے صورت کے خودبخود فقرا کے لئے (یعنی دائمی) ہو جاتا ہے اگرچہ انکا نام نہ لیا ہو - یہہ فقرا کا نام دلالۃ ذکر کئے ثابت ہے -

ایسا ہی درمختار مین بیان کیا ہی اور اسکی شرح ردالمحتار مین بہت بسط و تفصیل سے تحقیق

اسپر وہی حدیثین دلیل ہو سکتی ہین جو ہبہ و صدقہ کے باب مین منقول ہو چکی ہین - اور علاوہ بران اور آیات و احادیث جو عموماً مسلمانون اور خصوصاً وارثون کو ضرر رسانی سے مانع ہین - نیز اسکی دلایل ہین - اور اسباب مین ایک ایسی حدیث بھی مروی ہے جو خاص وقف مبطل وراثت کو باطل کر رہی ہے -

دلایل سابقہ سے وجہ تمسک و استدلال یہ ہے کہ وقف بھی منجملہ تبرعات و صدقات ہے چنانچہ اسکا ثبوت انھی روایات عالمگیری متمسکہ جناب مخاطب مین موجود ہے - اور اسکا پورا بیان عنقریب بضمن ابطال امر سیوم آتا ہے پس جو حکم تبرع و صدقہ کا احادیث مذکورہ بالا مین پایا جاتا ہے (کہ کل مال صدقہ نکیا جاوے اور نہ اس مین بعض اقربا کو بلاوجہ بعض پر ترجیح دیجاوے) وہ وقف کو بھی شامل ہونا ضرور ہے -

وقف اگر کسی حکم مین (جیسے غنی کے لئے جائز ہونا واقف کا اس سے نفع اوٹھانا) احکام مطلق صدقہ سے مستثنے و مخصوص ہے تو بمقتضائے خارجی و مستقل دلیل کے ہے - ویسی دلیل حکم مذکور مین اسکے مستثنے ہونے پر پائی نہین جاتی -

کسی آیت یا حدیث مین نہین آیا کہ وقف کل یا اکثر جایداد جائز ہے اور اس مین بعض وارثون کو بعض پر بلا وجہ ترجیح دینا مباح ہے پس اسباب مین وقف حکم مطلق صدقہ کا مشمول رہیگا - اور کل یا اکثر مال کا وقف کرنا اور اس مین بعض وارثون کو بعض پر بلا وجہ ترجیح دینا بحکم احادیث مذکورہ بالا کے ناجایز متصور ہوگا -

اور جو آیات و احادیث علاوہ بران اسباب مین دلایل ہین از انجملہ ایک یہہ آیۃ ہے جسمین خدا تعالے نے وصیت مین وارثون کو ضرر پہنچانے سے منع کیا ہے - اور ارشاد فرمایا ہے کہ وصیت

من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین غیر مضار نساء ع ۲ - عن ابی وقاص قال جاء النبی صلعم یعودنی	کرین تو اسمین وارثون کو ضرر نہ پہنچا دین (یعنے کل یا اکثر مال وصیت نہ کر دین) بہت کرین تو ثلث سے نہ بڑہین - چنانچہ آنحضرت صلعم نے اسبات کی

وانا بمکۃ وھو یکرہ ان یموت بالارض التی
ھاجر منہا فقال یرحم اللہ ابن عفراء قلت
یا رسول اللہ اوصی بمالی کلہ قال لا قلت
فالشطر قال لا قلت فالثلث قال الثلث
والثلث کثیر انک ان تدع ورثتک اغنیاء
خیر من ان تدعہم عالۃ یتکففون الناس
فی ایدیہم الحدیث (صحیح بخاری)

تشریح فرمائی ہے اور سعد بن ابی وقاص کو کل اور نصف مال کی وصیت سے ممانعت فرمائی ہے صحیح بخاری میں بصفحہ ۳۸۳ حدیث ہے کہ آنحضرت صلعم سعد بن ابی وقاص کی عیادت کو تشریف لے گئے تو سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ بیٹی کے سوائے میرا کوئی وارث نہیں ہے میں اپنے سبھی مال کی وصیت کردوں۔ آنحضرت نے فرمایا نہیں پھر انہوں نے کہا نصف کردوں آنحضرت نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا ثلث کردوں آپ نے فرمایا ہاں ثلث سہی پھر فرمایا ثلث بھی بہت ہے یعنے اس سے بھی کم کرنا چاہئے۔ پھر آپ نے ارشاد کیا کہ تو وارثوں کو غنی چھوڑ جاوے تو اس سے بہتر ہے کہ محتاج چھوڑ جاوے اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔
اس **ممانعت** ضرر رسانی کو وصیت سے کچھ خصوصیت نہیں ہے بلکہ جیسی وصیت میں ضرر رسانی ممنوع ہے ویسی ہی وقف میں ممنوع ہے کسی آیت حدیث میں وصیت اور وقف کا تفرقہ ذکر کر جواز و عدم جواز میں نہیں آیا۔ اور وقف کے پیرایہ میں ضرر رسانی کا جواز کہیں نہیں پایا گیا بلکہ اور آیات و حدیث میں (جنکا ذکر عنقریب آتا ہے) عموماً ضرر رسانی کی ممانعت وارد ہے جنسے وقف و وصیت کا اس حکم میں متحد ہونا ثابت ہے۔

پس جو دعوی کرے کہ حکم ممانعت ضرر رسانی جو وصیت میں وارد ہے یہہ وصیت ہی کے ساتھہ مخصوص ہے اسپر ایسی دلیل کا جو عموماً ممانعت ضرر سے خاص ضرر بصورت وقف کو مستثنے کرکے حلال کردے پیش کرنا واجب ہے۔

اور ہمارے لئے عدم تفارق وقف و وصیت اس حکم میں اور عموم نصوص ممانعت ضرار میں کافی و وافی ہیں ان باتوں کے سمجھنے کو تھوڑا سا علم معقول و اصول بکار ہے۔ مگر افسوس ہمارے اکثر مخاطبین اس سے عاری ہیں۔

وازانجملہ یہہ حدیث ہی کہ ضرر پہنچانا اسلام مین نہین ہے - اور ازانجملہ یہہ حدیث ہی جو حضرت انس سے مروی ہے کہ جو کوئی اپنے وارث کی میراث کو قطع کرے گا اللہ تعالے اوسکی وراثت جنت سے قطع کریگا -

قال رسول اللہ صلعم لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام - رواہ ابن ماجہ واحمد والبیہقی والدارقطنی والطبرانی وعبدالرزاق [illegible]
عن انس رض قال قال النبی من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ عن الجنۃ یوم [illegible]

اور جو حدیث خاص کر وقف مبطل وراثت مین وارد ہے سو یہہ ہے جو فتح القدیر شرح ہدایہ مین حضرت ابن عباس رض سے مروی ہی کہ انہون نے فرمایا مین نے آنحضرت صلعم کو بعد نزول سورہ نساء اور احکام وراثت کے حبس یعنے فرائض سے روکنے والے وقف سے منع کرتے سنا ہی یہی تفسیر حضرت علی مرتضی علیہ السلام سے مروی ہی چنانچہ اسی فتح القدیر مین بروایت ابن ابی شیبہ حضرت علی رض سے مروی ہے کہ فرائض سے حبس جائز نہین ہے - بجز گہوڑون یا ہتہیارون کی (یعنے قدر قلیل) کے

اسند الطحاوی فی شرح الاثار عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلعم بعد ما نزلت سورۃ النساء وانزل فیہا الفرائض نہی عن الحبس - رواہ ابن ابی شیبہ موقوفا علی علی قال لا حبس عن فرائض اللہ الا ما کان من کراع او سلاح (فتح القدیر)

انہی آیات واحادیث کی نظر سے علماء نے ایسے وقف کو جسمین وارثون کو ضرر پہنچے اور وراثت کا ابطال ہو ناجائز کہا ہے قاضی محمد بن علی شوکانی نے درر البہیہ مین فرمایا ہے کہ وقف ضرر رسان کا باطل ہونا اس دلیل سے ہے کہ خدا تعالے نے ان وقفون کی اجازت نہین دی خدا نے تو اس وقف کی اجازت دی ہے جو صدقہ جاری رہے نہ وہ جسکے کا گناہ اور دائمی عذاب ہو جب ہو خدا تعالے نے اپنی کتاب مین ضرر سے عام اور خاص دونون طور پر منع فرمایا ہی اور آنحضرت نے بہی عموماً یہہ حدیث فرمائی ہے

فی الدرر البہیۃ واما لو کان وقف شیئا مضارۃ کان وقفہ باطلا فان ذلک مما لم یاذن بہ اللہ سبحانہ بل لم یاذن الا بما کان صدقۃ جاریۃ ینتفع بہا صاحبہا لا بما کان اثماً جاریاً وعقاباً مستمراً وقد نہی اللہ سبحانہ عن الضرار فی کتابہ العزیز عموماً وخصوصاً ونہی النبی صلعم عموماً کحدیث لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام وقد تقدم وخصوصاً کما فی ضرار الجار وضرار الوصیۃ ونحوہا

کہ اسلام مین ضرر نہین ہے اور خاص طور پر ضرر ہمسایہ اور ضرر وصیت سے بہی منع کیا ہے -

اور اسکے موافق جو ائمہ مذہب حنفی سے مخالفت وقف مروی ہے وہ کتب فقہ مین موجود ہے اور ہم سے پہلے بعض اکابر علماء صوبہ بہار نے بطور رسالہ† قلمبند کرکے شایع کردیا ہے - ہم اسکا اعادہ نہین کرتے اسکی تفصیل کو اسی رسالہ پر حوالہ کرتے ہین -

اس بیان یا برہان سے ثابت ہوا کہ شرع کیطرف سے وقف مین بہی مسلمانون پر ایسی ہی قیدین اور بندشین ہین جیسے ہبہ و صدقہ مین ہین کوئی شخص ہمین شرع کیطرف سے خودمختار و آزاد اور بے باک کا مجاز نہین ہے کہ کل یا اکثر مال وقف کردے اور وارثون کی حق تلفی کرے اس دعوی خودمختاری وقف مین بہی آپنے ویسا ہی دہوکہ دیا ہے جیسے ہبہ مین دیا ہے - اور شرع کے روسے ہبہ - وقف - وصیت - و فرایض سبہی پابندی شرع مین یکسان ہین اور مسلمانون کی اموال حالت حیات و حالت ممات مالک مین یکسان احکام شرعی سے وابستہ ہین شرع نے جیسی فرائض اور وصیت مین انپر قیدین لگائی ہین ایسی ہی ہبہ اور وقف مین بہی قیدین لگائی ہین - اور اموال مسلمین جیسے بعد ممات مالک مورد احکام شرع ہین ویسی حالت حیات مالک مین مورد ہین چنانچہ مخاطب نے جو کچہہ اسکے خلاف مین کہا ہے وہ محض مغالطہ ہے - جسکی بنا صرف نیچری اصول پر ہے -

یہہ ابطال امر اول کے متعلق اخیر کلام ہے - اور یہہ کلام اس انداز سے ہوا ہے کہ اسی مین ابطال امر دوم و سیوم بہی ہوگیا - اور کل مقاصد تحریر جناب کا جواب ادا ہوا - تاہم بنظر مزید اہتمام و تشدید افحام باقی دو امرونکی ابطال سے بالاستقلال تعرض کیا جاتا ہے -

ابطال امر دوم - یہہ کہنا آپکا (کہ تقرر قواعد جانشینی اور تقسیم آمدنی مین مالک جائداد پر شرع کیطرف سے کوئی قید نہین) ایسا خلاف واقع ہے کہ اگر ہمکو بپاس رتبہ جناب کذب سے

---

† یہہ رسالہ رئیس کبیر جناب منشی محمد امیر صاحب رئیس اعظم عظیم آباد پٹنہ کی فرمائش سے مطبع صبح صادق عظیم آباد پٹنہ مین چہپتا ہے اور وہین سے مل سکتا ہے ۱۲ -

تعبیر نکیا جاوے تو مغالطہ اور خطا سے تو ضرور تعبیر کرنا پڑتا ہے - **یہہ دعوی** نہ آپکے روایات متمسکہ سے ثابت و مفہوم ہوتا ہے نہ اور کہین کتاب وسنت واقوال علمار امتہ مین اس دعویکا سُراغ ملتا ہے - بلکہ بشہادت کتاب وسنت وفقہ مجتہدین امتہ تقرر قواعد جانشینی و تقسیم آمدنی کے باب مین صاحب جائداد پر کئی قیدین اور بندشین لگ رہین ہین -

تقسیم آمدنی کے باب مین جو قیدین شرع مین وارد ہین وہ احادیث مذکورہ بالا سے سمجھی جاتی ہین اُنکے اعادہ کا تفصیل کی حاجت نہین ہے - خلاصہ انکا یہہ ہے کہ اگر کسی وارث کے لئے کچھہ وقف کرے تو بحکم مساوات بر وصلہ کی اشیر لازم وضرور ہے کہ دوسرے وارث کو بھی بسبب ضرورت یا بلحاظ درجہ قرابت اس مین شریک کرے - یا اسکے لئے اور جائداد چھوڑ جاوے جس سے وہ بحسب فرائض حصہ پاوے - اگر کل جائداد بعض وارثون کے لئے وقف کر جائیگا اور بعض کو اپنے مال سے بالکل بے نصیب کر دیگا تو یقیناً کھلے رستے جہنم مین جائیگا - اور اپنا حصہ نعیم جنت سے کھو بیٹھے گا -

اس **دعوی پر دلائل** آیۃ و احادیث سابقہ ہین جناب مخاطب انمین غور فرماوین پھر انصاف سے کہین کہ تقسیم آمدنی وقف مین شرع کیطرف سے کوئی قید نہین ہے ؟ آپ اسپر بھی کچھہ نظر فرماوین تو اور ناظرین بھی ہمین داد دین اور انصاف سے کہین کہ صاحب وقف پر تقسیم آمدنی مین واقعی کوئی قید نہین ہے - یا حسب منشار و مفاد احادیث سابقہ اُنپر کوئی قید ہے ؟

تقرر جانشینی کے لئے شرع مین کئی قیدین وارد ہین - ازانجملہ چند قیدین یہہ ہین -

(۱) - متولی و جانشین مخالف مذہب اسلام (یعنے کافر) نہو -

(۲) - فاسق (شارب الخمر تارک الصلوۃ مثل اسکے) نہو -

(۳) - تولیۃ کا حریص و خواہان نہو جس سے اموال مین ہوائے نفس کی موافق تصرف کرنے کا اندیشہ ہوتا ہے -

(۴) سفیہ و بے وقوف نہو جس سے اموال کو بیجا تصرف سے ضائع کرنیکا خوف ہوتا ہے وقس علی ہذا -

حاشیہ
یہہ چار قیدین بطور تمثیل ذکر ہوئی ہین ورنہ اسمین اور قیدین بھی ہین جو حدیث وفقہ مین موجود ہین -

اللہ تعالے قرآن مجید مین کفار کی تولیتہ کو ان عام الفاظ سے باطل کیا ہے کہ خدا تعالے نے

ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا (نساء ع ۲)

کافرون کو مومنون پر راہ نہین دی - یعنی انکی امامة و تولیتہ و شہادت وغیرہ حقوق لازمہ مقرر نہین کر دیی - کتاب ہدایہ مین (جو حنفی مذہب مین مشہور و معتبر کتاب ہے) اس آیت سے نفی ولایتہ و شہادت کفار پر استدلال کیا ہے اور ولایتہ کافر کو بے اعتبار ٹھرایا ہے -

ولا ولایتہ لکافر علی مسلم لقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا ولہذا لاتقبل شہادتہ علیہ - ہدایہ

سفیہ بیوقوف کی تولیتہ سے ان عام الفاظ سے ساتھہ منع فرمایا ہے - کہ اپنے مال جنکو

ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما وارزقوہم فیہا واکسوہم وقولوا لہم قولا معروفا -

خدا نے تمہارے لئے قوام عیش بنایا ہے بیوقوفون کے سپرد نکرو -

یہہ آیت اگرچہ یتیمون کے باب مین وارد ہے مگر الفاظ اسکے عام ہین اور اصول مین محقق و مدلل ہوچکا ہے - کہ لفظ کی عموم کا اعتبار ہے خصوصیت مورد و محل کا کچھہ اعتبار نہین ہے -

اور حریص و خواہان تولیہ کو متولی کرنے کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ سے

عن ابی موسی قال دخلت علی النبی صلعم انا ورجلان من بنی عمی فقال یا رسول اللہ امرنا علی بعض ما ولاک اللہ وقال الاخر مثل ذلک فقال رسول اللہ صلعم لا نولی علی ہذا العمل احدا سالہ ولا احدا حرص علیہ - رواہ الشیخان - وفی روایتہ لہما لانستعمل علی عملنا من ارادہ -

منع کیا ہے کہ ہم اپنے کسی کام پر اس شخص کو متولی نہین بناتے جو اس تولیہ کا خواہان او رحریص ہے (یعنی اسلئے کہ اسکی حرص اسکی خیانت پر باعث ہوگی) یہہ قول آن حضرت صلعم نے ابی موسی اشعری وغیرہ صحابہ کو فرمایا - جب انہون نے بصفت سوال یہہ متولی ہونا چاہا -

وعن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ صلعم تجدون من خیر الناس اشدہم کراہیتہ لہذا الامر حتی یقع فیہ - رواہ البخاری -

اور ارشاد فرمایا - امیری و سرداری کے لئے وہ شخص بہتر ہے جو اس سرداری کو ناپسند کرے یہانتک کہ مجبور ہوکر اسمین جا پڑے -

وعن خولة الانصاریة قالت قال رسول صلعم

اور ارشاد فرمایا - کہ بعض لوگ خدا کے مال مین

ان رجالا یتخوضون فی مال اللہ بغیر حق فلہم النار یوم القیمۃ رواہ البخاری۔

عن عمر بن الخطاب انہ کان اذا بعث عمالہ شرط علیہم ان لا ترکبوا برذونا ولا تاکلوا نقیا۔ ولا تلبسوا رقیقاً ولا تغلقوا ابوابکم دون حوائج الناس فان فعلتم حلت بکم العقوبۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

(جسکے وہ متولی ہون) ناحق غوطے لگا دینگے (یعنے ناحق صرف کرینگے) انکے لئے آگ ہے۔

اس صرف ناحق کی تفسیر یہہ ہے جو حضرت عمر فاروق سے مروی ہے کہ آپ جب کارداروں کو کسی کام پر بھیجتے تو انپر یہہ شرطین لگا دیتے۔ کہ ترکی گھوڑوں پر سوار ہو نا میدہ کی چپاتیان نہ کھانا باریک لباس (جیسے آجکل کے امرا تنزیب یا برلیٹ وگلشن) پہنتے ہین نہ پہننا۔ اہل حاجات سے چھپ نہ بیٹھنا جو ایسا کریگا اسپر عذاب نازل ہوگا۔

یہہ احادیث اگرچہ باب قضا و امارۃ مین وارد ہین مگر تولیۂ وقف بھی اسیکے حکم مین ہے۔ بلکہ اسمین داخل۔ علاوہ الفاظ ان احادیث کے عام ہین۔ انمین خصوصیت مورد و محل کو دخل نہین ہے۔ شیخ عبد الحق دہلوی حدیث خولہ کی شرح مین فرماتے ہین حکم یہہ تصرفات والیون اور رعایا کو شامل ہے۔

ویدل ایضا تصرف الولاۃ والرعایا واخذہم زیادۃ علی رزقہم ونصیبہم (لمعات)

ایسا ہی کتب فقہ مذہب حنفی مین (جسے آپ اپنا مصنوعی وقف ثابت کرنا چاہتے ہین) قیود و تولیۃ کو بیان کیا ہے۔ ازانجملہ بطور تمثیل ایک دو کتابون کی عبارتین نقل کیجاتی ہین۔ کتاب **درمختار** مین (جو مشہور کتابون سے ہے) کہا ہے وقف کو متولی کی تولیۃ سے اگرچہ خود وقف کنندہ متولی ہو چہ جائے کہ سوا اسکے کوئی دوسرا شخص ہو (چنانچہ در بحار مین ہے) وجوباً نکال لیا جاویگا اگر وہ امین نہو یا اسکے قیام حقوق سے عاجز ہو یا اسکا فسق ظاہر ہو جیسے شراب پینا یا مثل اسکے (جیسا کہ فتح القدیر مین ہے) یا اسنے مال کو کیمیا مین صرف کیا ہو (چنانچہ نہر الفائق مین بطور بحث بیان کیا ہے) اگرچہ اس شخص کے ہاتھ سے نہ نکالنا وقف کا پہلے مشروط ہو چکا ہو۔

وینزع وجوبا۔ لو الواقف (درر فغیرہ اولی) غیر مامون او عاجزا او ظہر بہ فسق کشرب خمر ونحوہ (فتح) او کان یصرف مالہ فی الکیمیا (نہر بحثا) وان شرط عدم نزعہ۔ (درمختار)

یعنے اس شرط کا بھی لحاظ ہوگا اور وقف ضرور نکال لیا جاویگا-

اسکے حاشیہ درمختار میں ہے کہ بحر الرائق میں کہا ہے کہ اس مسئلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قاضی کو

قولہ- لو الواقف اے کان متولی ہو الواقف
قولہ فغیرہ اولی قال فی البحر و استفید منہ ان
للقاضی عزل المتولی و لو غیر امین) قال
فی الاسعاف ولا یولی الا امین قادر بنفسہ
او بنائبہ لان الولایۃ مقیدۃ بشرط النظر ولیس
من النظر تولیۃ الخائن لانہ یخل بالمقصود
وکذا تولیۃ العاجز لان المقصود لا یحصل بہ
(درمختار)

اس متولی کا معزول کرنا جو وقف کنندہ کے سوا ہو
بطریق اولی پہنچتا ہے- اور اسعاف میں کہا ہے
کہ متولی نکیا جاوے مگر ایسا شخص جو امانتدار
ہو اور وقف کی خبرگیری پر بذات خود یا بذریعہ
نائب قادر ہو یہہ اسلئے کہ ولایۃ میں محافظت
شرط ہے اور خائن کو متولی کرنا محافظت میں داخل نہیں ہے
بلکہ مقصود میں خلل انداز ہے- ایسا ہی عاجز کو متولی
کرنا اس لئے بھی مقصود حاصل نہیں ہوتا-

ان آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و روایات فقہیہ کو بھی جناب ملاحظہ فرما کر جس سے ملاحظہ میں لاویں بہر داد انصاف دیکر فرماویں کہ جا نشین و متولی کی تقرر میں شرع کیطرف سے کوئی قید نہیں ہے؟ اور آیات و احادیث و روایات مذکورہ بالا جنمیں قیود اربعہ مذکور ہیں آپکے نزدیک داخل شریعت نہیں ہیں؟ آپ اس میں کچھہ نہ کہیں تو اور ہی ناظرین داد دیں- اور آپکے اس دلیرانہ دعوی کا کہ (جانشین میں شرع کیطرف سے مسلمانوں پر کوئی قید نہیں ہے-) میزان علم و فہم سے موازنہ کریں-

یہہ دلیرانہ دعوی جناب اس غرض سے ہے کہ احکام شریعت نیست و نابود ہو جاویں اور بجائے اسکے قوانین مجوزہ جناب شریعت قرار پاویں- یہہ دعوی آپ نکرتے تو جو قواعد جانشینی آپنے اس قانون میں تجویز کئے ہیں (مثلاً موافق آئین سلاطین بڑا بیٹا ہے (خواہ وہ فاسق تارک الصلوۃ شراب خوار ہو) جانشین کیا جاوے- یا جو قواعد پرورش رشتہ داران میں بدست آ دیز ایکٹ (۱) ۱۸۶۹ء مجوزہ گورنمنٹ انگریزی آپنے واجب العمل ٹھہرائے ہیں

کیا ہے کہ وقف مقید و مخصوص باغنیاء و اولاد و اقارب باطل ہے - ایسا وقف تب ہی صحیح و جائز ہو سکتا ہے کہ اسمیں لفظ صدقہ لگایا جاوے یا اسمیں فقراء کو بھی شامل کیا جاوے جس سے اسکا دوامی و غیر منقطع ہونا ثابت ہو - چنانچہ فرمایا ہے کہ اسعاف میں کہا ہے کہ جب وقف کنندہ کہے کہ میری یہہ زمین اولاد زید کے لئے وقف ہے اور ایک جماعت خاص کا ذکر کرے تو یہہ وقف ابو یوسف کے نزدیک بھی صحیح نہیں ہے اسلئے کہ ان لوگوں کا مقرر کر دینا دوسروں کی مراد ہونے سے روکتا ہے بخلاف اس صورت کے کہ کسی شخص کو مقرر نکرے اس صورت میں اُسنے وقف کو گویا فقیروں کیلئے کر دیا تجھے معلوم نہیں کہ وقف کہنے اور فلانے کے لئے وقف کہنے میں فرق ہے - بصورت اولی وقف صحیح ہے نہ بصورت ثانی اسلئے کہ بلا قید وقف کہنے سے تو وہ بحکم عرف فقیروں کی طرف راجع ہوتا ہے اور جب اسنے وقف کیساتھ اولاد کا ذکر کر دیا تو ان معنوں کا موقع باقی نرہا اس سے ظاہر ہوا کہ صاحبین کا اختلاف لفظ دوام (یا جو اسکے قایم مقام ہو) کی زبان سے بولنے میں ہے معنوں میں دوام کا مراد ہونا سبکے نزدیک شرط ہے چنانچہ محققوں نے کہا ہے - میں کہتا ہوں (مؤلف رد المحتار کا قول ہے) اس سے یہہ پایا جاتا ہے کہ وہ وقف خاص اغنیاء یا اولاد سے مقید ہو وہ بالاتفاق باطل ہے - لیکن بزازیہ میں ہے کہ امام ابو یوسف سے دو روایتیں ہیں پہلی یہہ ہے کہ دوامی کہنا شرط نہیں ہے -

قال فی الاسعاف لو قال وقفت ارضی هذه علی ولد زید و ذکر جماعة باعیانهم لم یصح عند ابی یوسف ایضاً لان تعیین الموقوف علیه یمنع ارادة غیره بخلاف ما اذا لم یعین لجعله ایاه علی الفقراء - الا تری انه فرق بین قوله موقوفة و بین قوله موقوفة علی ولدی فصحح الاول دون الثانی لان مطلق قوله موقوفة ینصرف الی الفقراء عرفاً فاذا ذکر الولد صار مقیداً - فلا یبقی العرف فظهر بهذا ان الخلاف بینهما فی اشتراط ذکر التابید وعدمه انما هو فی التنصیص علیه او علی ما یقوم مقامه کالفقراء ونحوهم - واما التابید معنی فشرط اتفاقاً علی الصحیح وقد نص علیه محققو المشایخ انتهی -

قلت و مقتضاه ان المقید باطل اتفاقاً لکن ذکر فی البزازیة ان عن ابی یوسف فی التابید روایتین الاولی انه غیر شرط

حتى لو قال وقفت على اولادي ولم يزد
جاز الوقف واذا انقرضوا عاد الى ملكه لو حيا
والا على ملك الورثة - والثانية انه شرط
فلمن ذكره بغير شرط حتى تصرف الغلة بعد
الاولاد الى الفقراء ومقتضاه انه على الرواية
الاولى يصح كل من الوقف والتقييد وعلى الثانية
يصح الوقف ويبطل التقييد لكن ذكر في البحر ان
ظاهر المجتبى والخلاصة ان الروايتين عندهما
اذا ذكر لفظ الصدقة اما اذا ذكر لفظ الوقف
فقط لا يجوز اتفاقا اذا كان الموقوف
عليه معينا انتهى - قلت ويشهد له ما في الذخيرة
لو قال ارضي هذه صدقة موقوفة فهي وقف
بلا خلاف اذ لم يعين انسانا فلو عين وذكر
مع لفظ الوقف لفظ صدقة بان قال صدقة موقوفة
على فلان جاز ويصرف بعده الى الفقراء -
ثم نقل تاييده عن الهداية والخانية والقدوري
والملتقى - والنقاية وغيرها من المعتبرات -
ثم قال والحاصل انه لا خلاف عندهما في
صحة الوقف مع عدم تعيين الموقوف عليه
اذا ذكر لفظ التابيد او ما في معناه كالفقراء
وكلفظ صدقة موقوفة وكموقوفة لله تعالى

یعنی کہ اگر صرف اتنا ہی کہے کہ میں نے اولاد کے لئے وقف کیا
اور اس سے کچھ زیادہ نہ کہے تو وقف صحیح ہے -
پھر جب وہ اولاد نہ رہی تو وہ وقف ملک واقف میں
آجاتا ہے اگر خود زندہ ہو یا اسکے وارثوں کو ملجاتا ہے
دوسری روایت یہ ہے کہ دوامی ہونا شرط ہے پس اسکا ذکر کرنا
تو ضروری نہیں ہے پس وہ غلہ بعد تمام ہو جانے اولاد کے
فقیروں کی طرف مصروف ہوگا - اس کا مقتضا
یہ ہے کہ بنا بر پہلی روایت کے وقف اور قید منافی
دونوں صحیح ہیں اور دوسری روایت پر وقف صحیح
اور قید باطل ہے - لیکن بحر الرائق میں دونوں روایت
ہدایت کی تاویل میں کہا ہے کہ مجتبی اور خلاصہ کے ظاہر
الفاظ سے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہہ دونوں روایتیں اس
صورت میں ہیں کہ لفظ وقف کے ساتھ لفظ صدقہ کا بھی
ذکر کرے تو بصورت تقرری مصرف کے وقف جایز ہوگا لیکن اگر صرف
لفظ وقف بدون لفظ صدقہ کہے تو بالاتفاق وقف جایز نہوگا میں
صاحب بحر کا شاہد ہے جو ذخیرہ میں کہا ہے کہ اگر کوئی کہے
کہ میری زمین صدقہ ہے وقف کیا ہوا تو یہہ بلا خلاف
وقف ہے اگر کسی آدمی کو اسکے لئے مقرر نکرے اور اگر
کسی آدمی کو خاص کرے اور ساتھ وقف کے لفظ
صدقہ بھی ذکر کرے اور یوں کہے کہ یہہ صدقہ ہے فلانے
شخص پر وقف کیا ہوا تو بھی جائز ہے -

[illegible]

ولکونہ موقوفا علے وجوہ البر لانہ عبارۃ عن الصدقۃ
وانہ لاخلاف فی بطلانہ لو اقتصر علے لفظ موقوفۃ
مع تعیین کموقوفۃ علے زید فقط کما فی البزازیۃ
وانما الخلاف فیما لو اقتصر بلا تعیین او صرح
بالتعیین کصدقۃ موقوفۃ علے فلان فعند ابی
یوسف یصح ثم یعود الی الفقراء وھو المعتمد
وقیل یعود الی المالک والمراد بالمعین
ما یحتمل الانقطاع کاولاد زید او فقراء قرابۃ
فلان وھم یحصون -
فاغتنم تحریر ھذا المحل فانک لا تجدہ فی غیر
ھذا الکتاب والحمد للہ تعالے ملھم الصواب
انتھے ما فی رد المحتار مختصراً -

اور اس شخص کے بعد وہ فقیروں کے لئے ہی ہے پھر صاحب رد المحتار
نے اسکی تائید ہدایہ - خانیہ - قدوری - ملتقی - نقایہ
وغیرہ معتبرات حنفیہ سے نقل کیا ہے - پھر کہا ہے
حاصل یہہ ہے کہ اگر وقف میں کسی شخص کو مصرف
مقرر نکرے اور لفظ دوام یا جو اسکے معنے میں ہو
جیسے لفظ فقراء یا لفظ صدقہ موقوفہ یا لفظ وقف
شدہ بہر خدا - یا لفظ وقف شدہ بصرف خیرات ذکر
کرے تو اس وقف کے جائز ہونے میں صاحبین کا اختلاف
نہیں ہے اور اگر صرف لفظ وقف (بلا صدقہ) کہے پھر
اسکو کسی خاص شخص سے مخصوص معین کر دے تو اسکی
عدم جواز میں انکا اختلاف نہیں - یہہ بات + بزازیہ
کے مخالف ہے اختلاف صاحبین کا انہی صورتوں میں

ہے کہ صرف لفظ وقف (بلا صدقہ) بلا تعیین مصرف کہے یا لفظ وقف کے ساتھہ لفظ صدقہ بھی ملا دے
اور مصرف کو بھی معین کر دے ابو یوسف کے نزدیک یہہ وقف صحیح ہوگا پھر بعد اختتام اون اشخاص معینہ
کے وہ فقراء کے لئے ہو جاویگا اور اسی بات پر اعتماد ہے اور بعض کہتے ہیں وہ بعد انقراض ان اشخاص کے مالک
کیطرف رجوع کریگا - اور مصرف معین سے وہ محل مراد ہے کہ جو منقطع ہو جانیکا محتمل ہو -
جیسے زید کی اولاد یا کسی شخص کے قرابتی فقیر جو شمار میں آ سکتے ہوں - اس تحریر کو غنیمت سمجھ لے اسکو بغیر اس کتاب کے
اور کہیں نہ پاویگا - رد المحتار کا مضمون باختصار تمام ہوا اسمیں بتفصیل ہے وقف میں شرط دوام کا ضروری
ہونا اور وقف مخصوص یا غنیا کا (جسکو صدقہ نکہا ہو) باطل ہونا - اور علے الوسع و اقسام صحیح وقف کا صدقہ ہونا
بیان کیا ہے ناظرین پر مخفی نہیں ہے -

+ اس روایت بزازیہ کی تاویل میں جسکے سے یہی منقول ہو چکی ہے جس سے یہ خلاف مرتفع ہو سکتا ہے ۱۲ - حاشیہ -

اور طرفہ یہہ کہ دوامی و غیر منقطع ہونا وقف کا (جو اُسکے صدقہ ہونے اور فقیرون کے لئے ہوجانے کا مرادف و مستلزم ہے) جناب مخاطب بہی اپنی تحریر کے صفحہ ۱۴ مین لائے ہین اور اسکو مذہب ٹہرائی ہین مگر معلوم نہین کہ حضرت اُسکے معنے کیا سمجہے ہین - کہ باوجودیکہ یہہ وقف مصنوعی جناب کو جو غنیا کے لئے مخصوص مقرر ہے باطل کر رہا ہے معرض احتجاج مین لائے ہین - معلوم ہوتا ہے حضرت اُسکے معنی نہین سمجہے بن سوچے سمجہے اس سے دست آویز کئی ہین -

اور ایک بڑی بہاری دلیل اُس وقف کے صدقہ ہونے پر (جو اپنے لئے وقف کرے) یہہ ہے کہ

قال اذا جعل الواقف غلة الوقف لنفسه او جعل الولاية اليه جاز عند ابي يوسف رح - ولا يجوز على قياس قول محمد رح وهو قول هلال الرازي وبه قال الشافعي رح وجه قول محمد رح ان الوقف تبرع على وجه التمليك بالطريق الذي قدمناه فاشتراط البعض او الكل لنفسه يبطله لان التمليك من نفسه لا يتحقق فصار كالصدقة المنفذة وشرط بعض بقعة المسجد لنفسه ولابي يوسف رح ما روي ان النبي كان ياكل من صدقته والمراد منها صدقته الموقوفة ولا يحل الا بالشرط فدل على صحته ولان الوقف ازالة الملك الى الله تعالى على وجه القربة على ما بيناه فاذا شرط البعض او الكل لنفسه فقد جعل ما صار مملوكا لله تعالى لنفسه لا ان يجعل ملك نفسه لنفسه وهذا جائز كما اذا بنى خانا او سقاية او جعل ارضه مقبرة وشرط ان ينزله او يشرب منه او يدفن فيه ولان مقصوده القربة وفي الصرف الى نفسه ذلك قال عليه السلام نفقة الرجل على نفسه صدقة الخ (هدايه مختصرا)

امام محمد رح اور امام شافعی رح کے نزدیک آمدنی وقف کے وقف کنندہ کے لئے مقرر ہونا ناجایز ہے وہ فرماتے ہین کہ آمدنی وقف صدقہ ہوتا ہے پہر اس آمدنی کا اپنے ہی نفس کے لئے مقرر کر لینا کب جایز و مناسب ہے - امام ابو یوسف رح جو جواز کے قایل ہین اسکو صدقہ مانکر جواب دیتے ہین کہ اپنا نفس بہی تو صدقہ کا محل ہو سکتا ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے اپنے صدقہ یعنے وقف کئے ہوئے مال سے خود کہایا ہے اور آنحضرت صلعم نے یہہ بہی فرمادیا کہ آدمی کا اپنی جان پر خرچ کرنا بہی صدقہ ہے - اور نیز جب مال وقف خدا کا ہوگیا تو یہہ شخص اب خدا کے مال سے کہاتا ہے اپنے مال سے نہین کہاتا - یہہ بحث و اختلاف ہدایہ و فتح القدیر مین مفصل و مدلل مذکور ہے یہہ ہمنے اسکا خلاصہ مطلب بیان کیا ہے -

بالجملہ احادیث نبویہ و تصریحات و روایات فقہیہ سے (جو خاص وقف اولاد و اقارب اور تعریف وبیان بسبب و شروط مطلق وقف مین وارد ہین) اچھی طرح بلاریب و خفا ثابت ہے کہ للّٰہیت و صدقہ ہونا حقیقت وقف مین (اغنیاء و اولاد و نفس وقف کنندہ پر کیون نہو) داخل ہے - اور وقف کا کوئی قسم یا فرد ایسا نہین ہے - جسمین یہہ وصف صدقہ و خیرات ہونے کی متحقق نہین ہے اور جو قسم وقف کوئی ایسا تجویز کرے جسمین صدقہ ہونا نہ پایا جاوے (جیسی صرف غنیون کے لئے وقف جو ہمیشہ انہی مین رہے) وہ جہاں نام وقف ہو جسکا ماخذ و اصل بحز ذہن و زبان قایل اور کوئی نہین ہے - شریعت حقہ مصطفویہ مین ایسے وقف کو وقف نہین کہا جاتا ہے - یہہ ہماری **دعوی دوم** کا ثبوت ہے جس سے جزو دوم دعوی جناب کا (کہ وقف نہی خیراتی اور ہے اور وقف خاندانی و ریاستی اور ہے) ابطال ہوا - **اب دعوی اول کا ثبوت** دیا جاتا ہے جس سے جزو اول دعوی جناب کا (کہ جو وقف ہمنے تجویز کیا ہے یہہ وہی وقف ہے جسکا فتاوی عالمگیری مین ذکر ہے) ابطال مد نظر ہے - اور **یہی امر** کل مباحث رسالہ سے مقصود و مطلوب ہے **گویا** یہہ امر جملہ مقاصد و مطالب اس تحریر کا نتیجہ و غایت ہے - مگر اسکا بیان ایک مقدمہ کی تمہید پر موقوف ہے **وہ مقدمہ** یہہ ہے کہ شرعی و عقلی و نیچری اصول سے ثابت ہے کہ جب کسی چیز کی ذاتیات و لوازم ہون تو وہ بدون تحقق ان ذاتیات و لوازم کے متحقق نہین ہوتی - اور جب کسی چیز کے لئے کوئی شرط ہو تو وہ بدون تحقق اس شرط کے پائی نہین جاتی - پس جہان کسی چیز کی ذاتیات و لوازم و شروط کا تحقق نہوگا وہان اس چیز کا تحقق بھی مسلم نہوگا -

شرعی تمثیلات - نکاح تب ہی متحقق ہوگا جبکہ ایجاب و قبول غیر موقت زمان پایا جاویگا اور اس نکاح سے زوجیت وارث و نسل کا ثبوت ہوگا -

جس نکاح مین ایجاب و قبول غیر موقت نہو یا باوجود نکاح جورو جورو نہ بنے اور اسکی اولاد اولاد شوہر نہ سمجھی جاوے تو وہ نکاح نہین ہے سفاح ہے -

(۲) نماز بدون طہارت بدن و استقبال قبلہ بلا عذر شرعًا ممکن الوجود نہین ہے اور جس نماز

مین ان شروط کا تحقق نہین وہ نماز نہین ہے۔

عقلی تمثیلات - کسی شخص کو انسان تب ہی کہا جاویگا جبکہ اسمین نطق و قابلیت علم کا تحقق ہوگا اور جس مضغہ گوشت مین نطق و قابلیت علم کا تحقق نہوگا وہ انسان نہ کہا جائیگا۔

(۲) دن کو اسیوقت موجود کہا جاویگا جب آفتاب نکلا ہوگا - اور جبتک آفتاب زیر زمین ہوگا دن کا موجود ہونا ہرگز تجویز نکیا جاویگا۔

نیچری تمثیلات - آگ اسی چمکدار جسم کو کہینگے جسمین بذات خود جلانا مشاہدہ کرینگے۔ کرم شب تاب (یعنے برسات کی کیڑیکو جو رات کو آگ کیطرح چمکتا ہی) ہرگز آگ نہ کہینگے۔

(۲) مفرق بصر وہی جسم ہوگا جو سفید رنگ ہوگا - سیاہ رنگ ہرگز مفرق بصر نہ کہا جائیگا۔

جب یہہ مقدمہ ممہد ہوچکا تو اثبات مدعا عمل مین آتا ہے - پس واضح ہو کہ وقف مجوزہ مخترعہ جناب کئی وجہ سے وہ وقف نہین ہے جسکا ذکر فتاوی عالمگیری یا اور کتب شریعت مین ہے۔

وجہ اول یہہ کہ سرے سے اس وقف مصنوعی مین للاہیت و نیت ثواب نہین ہے صرف حفظ عزت و نام و ریاست و خاندان کا قیام مد نظر ہے اور نیت ثواب و للاہیت کا ہونا وقف شرعی کی حقیقت مین داخل ہے یا اسکو لازم ہے پس یہہ وقف مصنوعی وقف شرعی کیونکر ہوسکتا ہے - اگر یہہ بات بتائی جاوے کہ عزت و نام و ریاست و خاندان کا قیام بھی خدا ہی کے واسطے ہے اور اسمین بھی للاہیت مد نظر ہے تو جواب اسکا یہہ کہ ایسی للاہیت جسکا مدار اپنی ہی ریاست رہی وقف کے لئے کافی نہین ہے - چنانچہ محیط و ہدایہ و عالمگیری وغیرہ سے اسکا ثبوت گذر چکا - علاوہ اسکے یہہ بھی سوچنا لازم ہے اگر یہی امر دل مین تہا تو اس وقف مصنوعی کو وقف مساجد وغیرہ مذہبی وقف سے جدا کیون کیا اور اس وقف کا ثمرہ ثواب آخروی ہونا اور اس وقف کا مقصد اصلیہ صرف حفظ ریاست دنیاوی کے لئے ہونا کیون جتایا گیا - جس وقت سے وہ بات نکل چکی ہے اس وقت یہہ بات بنائی نہین جاتی ہے ع آن قطرہ بباران رسید۔

وجہ دوم - فرض کیا کہ اس وقف مصنوعی مین للاہیت مد نظر ہے پھر بھی یہہ وقف وقف شرعی

نہین ہوسکتا ہے اسلئے کہ وقف شرعی کے لئے صدقہ ہونا ضروری ہے - کیونکہ یہہ امر اسکی حقیقت مین داخل یا اسکو لازم ہے چنانچہ اسکا ثبوت کامل عنقریب گذرا ہے اور یہ وقف مصنوعی ابتداءً و انتہاءً صدقہ نہین ہے - یہہ پہلے تو اغنیاء اولاد و اقربا کے لئے مخصوص ہے پہر اخیر کو (جب اقربا نہ ہین) گورنمنٹ کے لئے ہے جو اسوقت شاہنشاہ کہلاتی ہے - اور اگر گورنمنٹ کو صرف متولی قرار دیا جاوے تو پہر مدرسۃ العلوم علیگڈہ اور امثال ذلک کے لئے ہے جنکو فقیری سے پرلے درجہ کا تضاد و تباین ہے - فقیرون تک تو اسکی رسائی کسی زمانہ مین بہی متصور نہین ہے اسلئے یہہ صدقہ نہین +یہان بہی اگر یہ بات بناؤگے کہ اغنیا پر بہی صدقہ ہے تو وہی جواب پاؤگے جو محیط و عالمگیری و ہدایہ سے منقول ہوا کہ صرف اغنیا کے لئے صدقہ ہونا صحت کے لئے کافی نہین ہے -

وجہ سیوم - یہہ بہی فرض کیا کہ اس وقف مصنوعی مین صدقہ ہونا جو وقف شرعی کے لئے ضروری ہی پایا جاتا ہے پہر بہی یہہ وقف وقف شرعی نہین ہوسکتا ہے اسلئے کہ وقف شرعی کو لئے صدقہ ہونے کے علاوہ شروط و لوازم ہین جو اس وقف مین متحقق نہین ہین پہر بدون تحقق اون شروط و لوازم کے اس وقف مصنوعی کا وقف شرعی ہونا کیونکہ متصور ہے ان شروط و لوازم کو مع بیان وجہ تخلف نمبروار بیان کیا جاتا ہے -

(۱) وقف مین شرط ہے کہ کل یا اکثر مال کو وقف نکیا جاوے اور اس سے ابطال فرائض و ارث لازم نہ آوے چنانچہ بضمن ابطال امر اول اسکا کافی ثبوت گذر چکا ہے اور اس وقف مین کل مال کا وقف تجویز کیا گیا ہے جس سے یقیناً وراثت و فرائض کا ابطال متصور ہے -

(۲) جواز وقف کے لئے شرط ہے کہ وقف مین کسی وارث کا حرمان و ضرر نہ پایا جاوے اور اس وقف مین ارث و فرائض سے تو سبہی وارثون کا ضرر و حرمان ہے چنانچہ شرط اول کے ضمن مین بیان ہوا اور منافع وقف سے خاصکر ان وارثون کا حرمان و ضرر پایا جاتا ہے جنکو آپ نے مصارف وقف سے خارج کر دیا -

وقف تو آپنے کل مال کا تجویز کیا ہے - اور منافع و آمدنی وقف مین سبہی حق دار و

+ لفظاً اسکو صدقہ کہا گیا ہے اور معنے یہہ صدقہ ہوسکتا ہے کیونکہ اغنیا سے مخصوص ہے - با اینہمہ حکم گورنمنٹ اسکے موافق صادر نہو کیا جاتا ہے اسلئے اسکا تبدل و تغیر تا قیام سلطنت انگلشیہ نا ممکن ہے - لہذا اسمین بہی گنجائش نہین اسکی قید کو لغو سمجہکر بعد انقراض اغنیا

وقرابتیون کو شریک نہین ٹھرایا بلکہ دفعہ ۲۹ مین اس قانون کے (جو صفحہ ۳ مین منقول ہو چکی ہے) صاف فرمادیا ہے کہ اُس وقف کی آمدنی سے پرورش و مواجب پانے کا وہ مستحق ہوگا جو بروز وفات جانشین متوفی کے ساتہہ اسکی سکونت اور خورد و نوش رکہتا ہو اور بدین شرط کہ یہہ رشتہ دار اور کوئی کافی ذریعہ پرورش کا نرکہتا ہو اور نہ رکہنے والا ہو اور یہہ عین تصریح ہے کہ اگر مثلاً علیحدہ †بیٹا متوفی کا خود صاحب جایداد ہو اور باپ سے علیحدہ مستقل طور پر بود و باش رکہتا ہو۔ یا وہ کسے دوسرے کا متبنی یا داماد بن گیا ہو اور وہ بحکم قانون انگریزی یا رواج قومی کے دوسری جگہہ سے پرورش پانیکا امیدوار ہو تو وہ اس جایداد پدری کے منافع سے محروم ہوگا۔ اور یہہ صاف ضرر وحرمان ہے جو شرط دوم کے برخلاف

(۳) وقف کے لئے ضرور ہے کہ اسمین کوئی شرط یا قید برخلاف شریعت نہو۔ آنحضرت صلعم نے

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اشترط شرطاً لیس فی کتاب الله فلیس له ذلک وان اشترط مائة مرة – قاله فی شان بریرة حین اشترط اهلها ولاءها لهم اخرجه البخاری عن عائشه رض –

ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ایسی شرط کرے جو کتاب الله مین پائی نجاوے (یعنی اسکی اجازت و اباحت قرآن سے معلوم نہو) تو وہ شرط اسکے لئے نہین ہے اگرچہ سو دفعہ شرط کرے یہہ ارشاد آپکا بریرہ کے شان مین وارد ہے پر حکم اور الفاظ اسکے عام ہین جو ہر معاملہ اسلامی کی شرط پر محیط ہین

اور فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین خاص وقف کے باب مین کہا ہے کہ شرائط وقف

شرائط الوقف معتبرة اذا لم تخالف الشرع – فتح القدیر – وکذا فی رد المحتار –

تب معتبر ہوسکتے ہین جب کہ شریعت کے خلاف نہون اور ایسا ہی رد المحتار مین ہے –

اور اس مصنوعی وقف مین ایسی شرطین اور قیدین قواعد جانشینی مین لگائی گئی ہین جو شریعت کے برخلاف ہین شریعت نے تو اسلام و عدالت امانت و رشد کو شرائط ٹھرایا ہے چنانچہ ثبوت اسکا بضمن ابطال امر دوم گذرا ہے۔ اور اس وقف کے قواعد جانشینی مین کلان سالی۔ قربت قرابت۔ تقدم نکاح۔ وصف ذکوریت۔ وسلطنت و ریاست کو ملحوظ فرمایا ہے ۔ دیکہو دفعہ ۲۷۔ اور اسکی تفصیل آگے

† بیٹے کا ذکر بطور تمثیل ہوا۔ ایسے ہی وہ بیٹی (جسکا نکاح ہوگیا ہو۔ اور اسکا کفیل خاوند ہو) بحکم اسدفعہ کے محروم ہے۔ وقس علی ہذا

قاعدہ ۲ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ -

آپکے شروط و قواعد کا یہہ حکم و مفاد ہے کہ بڑا بیٹا (خواہ کافر - فاسق - خاین - بے وقوف ہو) وہی مستحق جانشینی ہے اور شریعت اس شرط کی مبطل ہے اور اس بیٹہ مین اسلام و عدالت و امانت و رشد کو شرط ٹہراتی ہے

ایسے ہی بقیہ اُن اشخاص مین جنکو آپنے صرف کبر السن یا کبر السن کے اولاد ہونے یا ذکور یا بواسطۂ ذکور منتسب ہونے یا پہلے نکاح مین آجانے سے ترجیح دی ہے) شریعت محمدیہ امور اربعہ مذکورہ کو شرط ٹہراتی ہے - اور آپکے قواعد و شروط اون سب کو اُن شروط سے آزادی دیتے ہین - اور شرط اسلام کو تو آپنے معاف اور کہلے طور پر اوڑا دیا جبکہ گیارہوین قاعدے مین اس وقف کو گورنمنٹ انگلشیہ کے جو اہل اسلام نہین ہے سپرد کردیا - گورنمنٹ بحیثیت سلطنت و ریاست تو جملہ اموال رعایا کی مالک ہے - بلکہ جو کچہہ کسیکے ملک و تصرف مین ہے یہہ سب بحیثیت سلطنت گورنمنٹ ہی کا ہے - گورنمنٹ جسکو چاہے از خود کسی تعلق و ملک کا رئیس بنادے جسکو چاہے اسکی سابق ریاست سے برطرف کردے اسپر رعایا کیطرف سے بحیثیت رعایا ہونے کی کوئی اعتراض کا محل نہین ہے - مگر از روے شریعت و مذہب گورنمنٹ کو اہل اسلام کی مذہبی امور (جیسے نکاح امامت جمعہ و اعیاد و اوقاف مین استحقاق ولایت نہین ہے -

اور یہہ بات ایسی صحیح ہے کہ خود گورنمنٹ کے نزدیک اسکی صحت مسلم ہے - اور گورنمنٹ کا آجتک اسپر عمل ہے (اسوقت اگر اہل بہادر چہوڑ دین تو تعجب نہین) - یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ نے ہماری مساجد کے تولیت کو اپنے اختیار مین نہین رکہا کبہی کسی لڑکے یا لڑکی اہل اسلام کا نکاح باختیار خود نہین کردیا - کبہی جمعہ و جماعت مین امامت کا قصد نہین کیا یہہ امور تو گورنمنٹ کے اختیار و استحقاق سے خارج ہین جن امور مین گورنمنٹ کو اختیار حاصل ہے یعنی فصل خصومات و عدالت مقدمات انمین بہی مسلمانون کے مذہبی امور مین انکی شریعت کا خلاف نہین کیا بلکہ ان امور مین اپنے قانون کو شریعت کی تابع کردیا ہے -

اور مسایل نکاح - طلاق - بیع - ہبہ - شفعہ - وغیرہ کو شرع محمدی سے لیکر قانون مین شامل کیا

(۴) - وقف کے لئے (بہ نظر اسکے صدقہ و تبرع ہونیکی) یہہ بھی ضرور ہے کہ اگر وقف رشتہ دارون کے لئے ہے تو اسکی تقسیم آمدنی مین بعض رشتہ دارون کو بعض پر بلا وجہ و ضرورت ترجیح ندیجاوے چنانچہ اسکا ثبوت کامل بضمن ابطال امر اول گذر چکا ہے - اور کچہہ اسکا تتمہ اس مقام پر بھی عمل مین آتا ہے اور آپنے تقسیم آمدنی اس وقف مصنوعی مین بعض رشتہ دارون کو بعض پر بلا وجہ ترجیح دی ہے اور بدست آویز ایکٹ ۱۸۶۹ع مجوزہ گورنمنٹ انگلشیہ بیوگان کبیرہ متوفی اور والدین کے لئے ایک سو اسی روپیہ سے چھہ ہزار تک (حسب حیثیت مقدار جایداد) سالانہ مقرر کیا ہے - اور بیوگان صغیرہ کے لئے اس سے نصف اور برادر و اولاد و پسران نابالغ کے لئے بارہ ہزار دو سو روپیہ تک اور بھتیجون کے لئے چھہ سو روپیہ تک اور دختران ناکتخدا اور پسران و برادران کی بیوہ گان کے لئے تین سو ساٹھہ روپیہ تک مقرر و محدود کردیا ہے - اور یہہ امر اس حکم مساوات کے برخلاف ہے جو صدقہ و تبرع کے باب مین وارد ہے - اور اسکے دلایل کا بیان بضمن ابطال امر اول گذر چکا ہے -

اگر وقف کنندہ تقسیم آمدنی مین اس قسم کی مداخلت بیجا (جسکا وہ مجاز نہین ہے اور آپ اسکو اجازت دیتے ہین) خود نکرے اور صرف اتنا ہی لفظ کہدے کہ یہہ میرا مال میرے اقربار کے لئے وقف ہو تو شریعت محمدیہ اپنے انہی اصول و دلایل کی نظر سے جنکا ذکر ابطال امر اول مین گذرا اسکی تقسیم آمدنی مین یہہ عمل درآمد کریگی کہ اگر آمدنی وقف سبھی رشتہ دارون کے خرچ کو کافی و وافی ہو تو سبھی رشتہ دارون کو قریب ہون خواہ بعید ذی رحم ہون خواہ محرم مرد ہون خواہ عورتین بلحاظ ضرورت و عادت بحصص مساوی شریک کریگی اور اگر سب کے لئے اسکی وفا نہو تو بلحاظ درجہ قرابت اقرب کو ابعد سے مقدم کریگی - اور ایک درجہ کے قرابتیون کو اس آمدنی مین جسقدر کہ ہو مساوی حصہ دار ٹھہراویگی - اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تقسیم آمدنی وقف اقربار مین مساوات مد نظر شریعت ہے - یہہ قانون تقسیم کتب شریعت

میں مفصل مذکور ہے جسکی نقل سے بہت طول ہوتا ہے - اس مقام میں بطور تمثیل حکم مساوات بیوہ صغیرہ وبیوہ کبیرہ کو مفصل و مدلل کیا جاتا ہے -+

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوقاف وصدقات میں سے ازواج مطہرات کو سو وسق سالانہ خرچ دیتے جب آنحضرت صلعم نے انتقال کیا تو آپکے خلیفہ صدیق اکبر رض نے بھی اسکے موافق عمل کیا کسی بیوہ کبیرہ آنحضرت کا خرچ بنسبت بیوہ صغیرہ کے زیادہ نکردیا اور اسکے موافق حضرت عمر رض وغیرہ خلفا کا عمل رہا -

صحیح بخاری میں کتاب الخمس ومغازی ونفقات واہل وغیرہ میں حدیث ہے کہ آنحضرت

ان رسول اللہ صلعم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ فکان رسول اللہ صلعم ینفق علی اہلہ نفقۃ سنتہم من ہذا المال ثم یاخذ ما بقی فیجعلہ مجعل مال اللہ فعمل ذلک رسول اللہ صلعم حیاتہ ثم توفی النبی فقال ابو بکر رض انا ولی رسول اللہ فقبضہ ابو بکر رض فعمل فیہ بما عمل بہ رسول اللہ صلعم رواہ البخاری - بطولہ فی المغازی وروی فی باب المزارعۃ بالشطر کان یعطی ازواجہ مائۃ وسق ثمانین وسق تمر وعشرین وسق شعیر فقسم عمر رض خیبر فخیر ازواج النبی صلعم ان یقطع لہن من الماء والارض او یمضی لہن فمنہن من اختار الارض ومنہن من اختار الوسق -

نے اپنے اموال کی نسبت فرمایا ہے کہ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے پھر اسمیں آپکا عمل اسطرح تھا کہ ایک سال کا خرچ سو وسق اپنے عیال کے لئے نکال لیتے باقی کو اسکی جگہ خرچ کرتے جہاں اور خدا کا مال صرف کیا جاتا یہی عمل آنحضرت کا اپنی حیات میں رہا جب آنحضرت فوت ہوئے اور صدیق اکبر رض آنحضرت صلعم کے والی بنے تو اونہوں نے بھی ایسا ہی عمل کیا کچھ اسمیں تبدل تغیر نکیا - اور کتاب الحرث والمزارعت میں یوں روایت ہے کہ آنحضرت صلعم سو وسق کھجور وغیرہ ازواج کو اس اراضی وقف میں سے دیتے جب حضرت عمر رض نے آمدنی کو تقسیم کرنا چاہا تو ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ جو چاہے وہی وسق مقررہ لینی اختیار کرے اور جو چاہے خود اراضی کو سنبھالے (یعنی خود اسمیں اپنا مواجب مقرر پیدا کرلے)

+ ایک وسق تقریباً پونے چار من کا ہوتا ہے ۱۲ حاشیہ -

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آمدنی وقف مین بصورت تعدد ازواج کا مساوی استحقاق نفقہ ہے بیوہ کبیرہ کو صغیرہ پر کوئی ترجیح نہین ہے - پس آپکی تجویز ترجیح بر حکم شرعی کے خلاف ہے اور یہہ وہ تتمہ ہے جسکا وعدہ بیان عنقریب گذرا -

(۵) - وقف مین بڑا بہاری اور ضروری امر یہہ ہے کہ متولی کا خرچ اسکی آمدنی سے بحسب عرف (جسکا فیصلہ عادت و ضرورت پر ہے) مقرر کیا جاوے - نہ یہہ کہ وہ اپنی عیش مین خود مختار ٹہرایا جاوے اور جسطرح چاہے چین اوڑاوے -

حضرت عمر فاروق رض نے آنحضرت کے سامنے اپنے وقف کے متولی کی نسبت یہی فرمایا جو اسکا

عن ابن عمر رض ان عمر رض قال فی وقفہ لا جناح علی من ولیہا ان یاکل منہا بالمعروف او یطعم صدیقا غیر متمول فیہ رواہ البخاری و تقدم بتمامہ -

متولی ہو اسپر گناہ نہین ہے کہ وہ بقدر معروف اسمین سے کہاوے یا کسی دوست کو کہلاوے سوا اسکے کہ مال جمع کرنے لگ جاوے - چنانچہ پوری اس مضمون کی بصفحہ ۹۰ و ۹۲ گذر چکی ہے -

اور یہہ لحاظ قدر معروف کچھہ خرچ متولی وقف سے شرعًا مخصوص نہین ہے بلکہ شریعت مین بہت مواضع مین اسکا لحاظ کیا گیا ہے - اللہ تعالی نے متولی مال یتیم کے حق مین

من کان غنیا فلیستعفف ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف - سورہ بقرع ۳۰

فرمایا ہے جو فقیر ہو وہ اس مین سے بقدر معروف کہاوے -

اور بچہ کو دودہ پلانے والی عورت کے حق مین ارشاد کیا کہ اسکا خرچ خوراک و پوشاک

وعلی المولود لہ رزقہن وکسوتہن بالمعروف بقرع ۱

بچے یا اسکے باپ کے ذمہ بقدر معروف ہے -

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ زوجہ ابو سفیان کو اسکے مال سے بقدر معروف گذارہ لینے

ان ہندا قالت یا رسول اللہ ان ابا سفیان رجل شحیح ولیس یعطینی ما یکفینی وولدی الا ما اخذت منہ وہو لا یعلم فقال خذی ما یکفیک وولدک بالمعروف (صحیح بخاری)

کی اجازت دی ہے - چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ مین مفصل حدیث مذکور ہے -

ان آیات و احادیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کسی مال (وقف ہو یا مال یتیم وغیرہ) کے متولی و امین کو بعوض ولایت وحفاظت اسی قدر گذارہ و خرچ لینا درست ہے جو بحکم عرف و عادت اسکے لئے ضرور و لابدی ہے۔

مال وقف و امانت کی یہہ شان نہیں ہے کہ اسکی صرف و تصرف (کہانے پینے لینے دینے مین) متولی عام مختار و بمنزلہ مالک ہوتا ہے۔ اور اپنے اسکا خلاف کیا۔ سوے متولی کے اور رشتہ دارون کے لئے کچھہ کچھہ گذارہ (ایکٹ ۱۸۶۹ء مجوزہ گورنمنٹ کے مطابق ہی سہی) مقرر کردیا پر متولی کے لئے کچھہ مقرر نکیا اور یہہ محدود نفرمایا کہ وہ کہانتک خرچ کرنے کا مجاز ہوگا اور کس حد تک کہانے پینے لینے دینے مین اسکو اختیار حاصل ہوگا۔ آپکی عدم تقیید سے صاف پایا جاتا ہے کہ بعد وضع اخراجات پرورش رشتہ داران و مصارف قیام ریاست جو باقی رہے اسکے صرف کرنے مین متولی خود مختار ہے۔ جسقدر چاہے عیش اوڑاوے جس کام مین جو کچھہ چاہے بے کھٹکے صرف کرے کوئی قید و تحدید اسپر نہین اور نہ کسی وارث یا حاکم کیطرف سے کوئی مالی استحقاق کی نظر سے اعتراض کا محل ہے اس وقف کے متولی کو آپنے ایسا بے قید و خود مختار کردیا ہے جیسے ہندوستانی ریاستون کے نواب و رئیس سرکار کیطرف سے خودمختار ہوتے ہین اور جو چاہتے ہین (عیاشی و خوش باشی کرتے ہین) اور مورد اعتراض نہین ہوتے۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہہ وقف مصنوعی جناب وہ وقف نہین ہے جسمین متولی محض امین و محافظ اور صرف گذارہ کا مستحق ہوتا ہے اور باقی سب مال اسکے ہاتھہ مین ایسا مال امانت ہوتا ہے۔ جیسے کسے ملازم یا امین کے ہاتھہ مین ہوتا ہے۔ بلکہ یہہ ایک ملکی ریاست ہے جسپر کوئی شخص اپنے قوت بازو و زور شمشیر سے یا کسی سلطنتی قانون و آئین کے رو سے مسلط ہوکر اسکا مالک و رئیس بن جاتا ہے پھر اسکو جسطرح چاہتا ہے تصرف مین لاتا ہے۔

انرا نیبل صاحب بہادر اسطرحکی ریاست بحکم مذہب بنانا چاہتے ہین اور شمشیر و قوانین سلطنت کا کام روایات مذہبیہ سے لیتے ہین مگر یہہ خیال محض خیال و سودای محال ہے چنانچہ بعض اکابر نے کہا ہے۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیای دون   این خیال است و محال است و جنون

(۸) جیسے قبل آمدنی وقف سے بقدر معروف خرچ و گذارہ کا مستحق ہے ویسے ہی اسکے اور مصارف (اقربا و فقرا) اسمین سے بقدر معروف و بحسب ضرورت گذارہ پانیکے مستحق ہین۔ اور اسپر بھی وہی آیات و احادیث دلایل ہوسکتے ہین جو معروف کے لحاظ کرنیکی ضرورت ثابت کرتے ہین۔ علاوہ تعامل سلف تقسیم آمدنی اوقاف قدیمہ مین بھی اسپر دلیل ہوسکتا ہے۔ آپنے اسکا بھی خلاف کیا اور نفقہ پرورش رشتہ داران کو بدست آنریبل ایگزیکٹیو ڈیپارٹمنٹ مجوزہ گورنمنٹ خاص خاص تحدیدات سے مقید کردیا۔ اور ممکن ہے کہ قدر معروف اسکے برخلاف ہو جس شخص کے لئے آپنے تین سو ساٹھ روپیہ تک سالانہ مقرر کیا ہے وہ بحکم عرف و عادت و ضرورت دوچند کا مستحق ہو اور (قلت رشتہ داران کے سبب) آمدنی مین اسکی گنجایش ہو۔ ایسی حالت مین شریعت تو اس شخص کو دوچند گذارہ دلاتی ہے۔ اور آپ کی تجویز تحدید اسکو منع کرتی ہے اسیطرح اور تحدیدات و تقسیمات مقررہ جناب کا خلاف شریعت ہونا متصور ہے۔

ان شروط و لوازم شتگانہ کی اس وقف مین نہ پائی جانے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر اس وقف مصنوعی کو صدقہ فی سبیل اللہ مانا جاوے تو بھی یہہ وقف شرعی نہین ہوسکتا ہے۔ پس بشہادت تین وجہ ثابت ہوا کہ یہہ وقف مصنوعی جناب وہ وقف نہین ہے جسکا عالمگیری یا اور کتب شریعت مین ذکر ہے۔ اس سے ہماری دعوی اول کا ثبوت ہوا جس سے خبر و اول دعوی جناب کا ابطال ہوا۔ اور ابطال امر سیوم اتمام کو پہونچا۔ اور ان تینون امور کے ابطال سے جملہ مطالب تحریر جناب کا جواب ادا ہوا۔ ولله الحمد۔

اس جواب مین اون مفاسد و نقصانون کا بیان ہوا ہے جو مذہب کی نظر سے اس وقف
مصنوعی مین مشاہدہ ہوتے ہین اب وہ نقص و مفاسد بیان کئے جاتے ہین جو بنظر آئین
سلطنت و اصول ریاست اس مین دکہائی دیتے ہین۔

بیان نقائص و مفاسد وقف بنظر اصول سلطنت

قدرتی و مذہبی آزادی کو قایم رکہنا سلطنت کے عام اصولون سے ہے۔ اور ہر آزادی
کو روکنا اصول سلطنت کے برخلاف۔ اسی نظر سے آجتک سلطنت کی مذہب مین دست اندازی
نہین ہوئی۔ اور اگر کسی موقع پر ہوئی ہے تو کسی ملکی یا عام ضرورت کے لئے ہوئی ہے
اور اس قانون مین بلا ضرورت اس آزادی کا روکنا اور مذہب مین دست اندازی کرنا تجویز کیا گیا ہے
حکم وراثت مذہبی رسوم سے ایک عظیم الشان رسم ہے جسمین وارثونکو مورث کی وراثت پانی
اور اپنے عام تصرف مین لانے کی اجازت و آزادی ہے۔ اور وقف ایک خاص عبادت ہے
جسمین سوائے ان قیود کے جو شرع کیطرف سے مقرر ہین) اور وجوہ تولیت و تقسیم آمدنی
مین اہل اسلام کو اختیارات حاصل ہین اور یہہ قانون (اس قدر جایداد کی نسبت جو اسکے متعلق
کیجاوے) وراثت کو تو بالکل نیست و نابود کرتا ہے۔ اور وقف مین شرعی بندشون کی
برخلاف گورنمنٹی ایکٹون کی بندشین لگاکر اہل اسلام کی آزادی مذہبی کو باطل کرتا ہے۔
اسکی مثال یہہ ہے کہ گورنمنٹ مسلمانون کو عام مسجدون مین پانچون وقت نماز پڑہنے سے
روک دی۔ اور بجائے اسکے خاص ایک وقت مین کسی چرچ یا کمیٹی گہر مین نماز پڑہنے کا حکم دے
یا ہر سال حج کرنے سے منع کرے اور کسی خاص سال مین سوائے کعبہ کے دوسری جگہ بہیجنے کا حکم دے
سوائے اسکے کہ مسلمانون کی پانچ وقت مسجدون مین نماز پڑہنے۔ اور ہر سال کعبہ کے حج کرنے مین
کوئی نقصان ملکی یا ضرورت عام دیکہے۔
اسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ عام لوگون کو گورنمنٹ کی نسبت یہہ خیال پیدا ہوگا کہ گورنمنٹ اب ہماری آزادی
مذہبی کو اٹہانا چاہتی ہے۔ اور ہمارے مذہب مین دست اندازی کرنے لگی ہے۔ آج ہماری

وراثت کو باطل کیا- اور وقف مین دخل دیا ہے رفتہ رفتہ نماز و روزہ و حج و زکوۃ مین گورنمنٹ کا دخل ہو جائیگا- اور یہہ خیال بہت سے خللون کا سبب و منشا ہوگا-

چونکہ مین گورنمنٹ کا ایک سچا خیرخواہ اور دلی وفادار ہون اسلئے بنظر براءت گورنمنٹ اپر خیال عام سے اسبات کا اظہار کرتا ہون اور اپنے دوراندیش و دقیقہ رس گورنمنٹ سے امید رکہتا ہون کہ اس قانونکو منظور نفرماویگی اور خیال دست اندازی مذہبی کا محل نہوگی اسکے مقابلہ مین یہہ خیال نکیا جاوے کہ مسئلہ وقف جو اس قانون مین مذکور ہے عین مذہب اسلام کے موافق ہے بس اسکے مطابق حکم جاری کرنا عین موافقت و تائید اسلام ہے نہ دست اندازی لیے جا-

اور نیز جب مسلمانون کا ایک معزز متشخص بشمول جماعت اس مسودہ قانون کو پیش کرتا ہے اور اسمین دست اندازی کا خواستگار ہے تو یہہ گورنمنٹ کی طرف سے دست اندازی نہین ہے اسلئے کہ جن قیود و شرائط سے اس مسودہ مین مسئلہ وقف بیان کیا گیا- ان قیود و شرائط کا مذہب اسلام مین نام و نشان نہین ہے- لہذا بنظر ان قیود کے کہا جا سکتا ہے کہ یہہ مسئلہ وقف مسئلہ اسلام نہین ہے- چنانچہ اسکا کامل ثبوت بضمن مذہبی بحث کے گذر چکا ہے- اور جن لوگون نے اس مسودہ وقف کو گورنمنٹ مین پیش کر کے منظوری کی درخوست کی ہے وہ کل مسلمانونکی معتمد و مختار نہین ہین- بلکہ اس جماعت کے سرگروہ آنرایبل سید احمد خانصاحب بہادر سی- ایس- آی- کے اسلام مین اکثر اہل اسلام کو تردد و شک ہے- پہر انکی درخوست کل مسلمانون کیطرف سے درخواست کیونکر ہوسکتی ہے اس درخوست کی نظیر یہہ ہے کہ چند کسان آزاد منش مسلمان جو نیچرلسٹ کہلاتے ہین اور نماز روزہ کے بندشونکو تکلیف سمجہتے ہین ملکر گورنمنٹ سے درخوست کرین کہ گورنمنٹ عام مسلمانون کے لئے ایسا قانون تجویز کر دے جسمین نمازکی نسبت یہہ حکم ہو کہ پانچون نمازونکو ایک وقت پڑہ لیا جاوے اور عدد رکعات مین بہی تخفیف کیجاوے اور روزہ مین بہی یہہ آرڈر

آرڈر جاری کرے کہ موسم گرما کی روزے سردیونمین رکھہ لئے جاوین - اور اس درخواست مین یہہ عذرات
پیش کرین کہ پانچ وقت نماز پڑہنے مین مسلمانون کا حرج اوقات متصور ہے - جس سے انکی امور
معاشرت مین فتور و قصور واقع ہونے کا احتمال ہے اور گرمیون مین روزہ رکہنے مین ہلاکت
یا بیماری کا اندیشہ ہے - **پہر کیا** یہہ درخواست کل مسلمانون کی طرف سے درخواست متصور
ہوگی؟ - و بنا برعلیہ تقرر اوقات و مقدار نماز و روزہ مین گورنمنٹ کی دست اندازی جائز
خیال کیجاویگی؟ - ہرگز نہین اور ایک **دلیل کامل** اس درخواست کی بے اعتباری پر یہہ بہی
ہے کہ یہہ درخواست تو چند اشخاص کیطرف سے ہے اور اسکی تاثیر عام مسلمانون پر (جنکی رضامندی
اس درخواست سے ممکن نہین) ہونے والی ہے -

اسکی درخواست تو آنرایبل سید احمد خانصاحب اور انکے ہم خیال چند اشخاص کیطرف سے ہے - اور
اسکا اثر تمام ان مسلمانون پر ہونے والا ہے جو اس قانون کے ماتحت شدہ اموال کے مستحق
ہونگے - پہر اس قانون کی تاثیر سے جبراً محروم کئے جاوینگے - جنکی کوئی تعداد و تحدید نہین ہے
بلکہ تا قیام سلطنت انگلشیہ نسلاً بعد نسل جو لوگ اولاد وقف کنندگان سے ہونگے وہ سبہی مجبوراً
اس تاثیر کے محل ہونگے - ایسی حالت مین کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ یہہ درخواست ان سب ہزارون
بلکہ لاکہون مستحقین کیطرف سے ہے -

اس **دلیل کی صحت** گورنمنٹ کے نزدیک بہی مسلم ہے اور ایک قانون گورنمنٹ کی اسپر بنا ہے
بنا بر رواج حقیقت جدی قوم ہنود مین (اور ان اہل اسلام مین جو رواج ہنود کی تابع ہون)
گورنمنٹ کا قانون ہے کہ اسکو کوئی شخص منتقل نہین کر سکتا اگر کوئی ایسی درخواست گورنمنٹ
مین کرے جسمین تجویز انتقال پائی جاوے تو اسکی درخواست منظور نہین ہوتی ہے اسکی
یہی وجہ ہے کہ اگرچہ صاحب جایداد اپنی خوشی سے اپنے مال مقبوض مین تصرف کرنا چاہتا ہے مگر چونکہ
اس تصرف کا اثر ان اشخاص پر پہونچتا ہے جو اس مال مین حق رکہتے ہین اور اسکے تصرف
کو پسند نہین کرتے اسلئے اسکی درخواست ان اشخاص کیطرف سے درخواست و اجازت نہین سمجہی

جاتی - و بخیال حق تلفی اون اشخاص کی قبول نہین ہوتی -

ایسا ہی اس قانون کی نسبت خیال کرنا چاہیے کہ گو یہہ قانون حسب درخواست چند اشخاص کے تجویز کیا جاتا ہے پہر جو حصہ اراضی و اموال اس قانون کی ماتحت کیا جاویگا وہ بہی مالکون کی خواہش و درخواست سے ہوگا مگر چونکہ اسکی تاثیر اون لاکہون اشخاص پر ہونے والی ہے جو ہم درخواست کی خواستگار نہین ہین - اور بحکم مذہب اسمین انکی حق تلفی ہے اسلئے انکی نسبت یہہ قانون مبطل آزادی و مثبت دست اندازی ہے -

پنجاب مین جو بیٹیون کو ورثہ دلائی نہین جاتی اور یہہ ایک قسم کی ورثہ مین دست اندازی ہے تو اسکا سبب د منشاء رواج عام ہے جو بحکم اصول سلطنت ضرورت عام پر مبنی ہونے سے واجب اللحاظ ہے - ایسی ضرورت اس قانون کی تجویز مین متحقق نہین ہے بلکہ رواج عام اس قانون کے برخلاف ورثہ کے قایم رکہنے کا مقتضی ہے - ان وجوہات کی نظر سے اس قانون کا تجویز ہونا مناسب نہین ہے آیندہ گورنمنٹ کو رعایا پر کل اختیار ہے -

اسباب مین میرے ایک معزز دوست وکیل نے **قانونی** بحث بہی کی ہے - جو بعینہ نقل کیجاتی ہے

قانونی نقص مسودہ وقف

(۱) ابتک مقدمات ہنود اور اہل اسلام مین قانون یہہ ہے کہ انکے مقدمات بموجب انکی شرع کے فیصلہ پاتے ہین - الا فریق مخالف کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ عذر کرے کہ رواج برخلاف اسکی شرع کے ہے تب اگر رواج کو فوقیت ہو تو عمل شرع پر نہین ہوتا رواج پر حکم دیا جاتا ہے جیسا کہ پنجاب مین ایکٹ ۴ سنہ ۷۲ء اور دیگر ممالک مین اور قانون -

چونکہ یہہ مسودہ بطور قانون مختص الامر مرتب ہوا ہے اسلئے اسمین رواج کا لحاظ کرنے کا ذکر ضرور تہا مگر اسمین کسی جگہہ یہہ ذکر درج نہین ہوا کہ رواج برخلاف اسکے جایز رہیگا یا نہین - اسوقت کوئی شخص جایداد وقف کردی جیسا کہ اسکو بموجب شرع کے اختیار ہے - وارث اسکا دعوی دار ہوسکتا ہے کہ وہ وقف منسوخ کیا جاوے - جب یہہ رواج قدیم اور برخلاف خاندان

ثابت ہوگا تب عمل رواج پر ہوگا - لیکن اس مسودہ سے رواج جسکی تعظیم لازم ہے اور اسمین اسکا ذکر نہین ہے بیکار ہو جاویگا -

(۲) سرکار نے جہان برخلاف شرع کے قانون جاری کیا ہے وہان مسئلہ شرع برخلاف مصلحت عامہ اور برخلاف انتظام ملک کی بابت دخل دیا - جیساکہ ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ کہ ترک مذہب سے کوئی شخص وراثت سے خارج نہین ہوسکتا - یا ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ جسکے روسے اہل ہنود کو ازدواج نکرر کی اجازت دی گئی ہے - مگر اس مسئلہ وقف مین کوئی ضرورت قانونی نہین ہے -

(۳) نہایت قباحت اس مسودہ مین یہہ ہے کہ اسمین یہہ بھی جایز رکہا گیا ہے جو شخص چاہے بموجب شرع محمدی وقف کے مسایل پر عمل کرے اور یہہ بہی جایز رکہا ہے کہ جو کوئی چاہے بموجب اس مسودہ کے عمل کرے - پس ایک مسئلہ مین اکثر طبقہ خلائق کو پابند شرع رکہنا اور بعض کو پابند قانون رکہنا گویا اہل اسلام کو یہہ جتانا ہے کہ مذہب مین قانون کا دخل ہوتا ہے اور آیندہ ہوگا یہہ فساد کی بات ہے -

اور چند نقص اس مسودہ مین اور بہی ہین - جنکی تفصیل کیجاتی ہے -

الف مسودہ مین صرف تعریف وقف شرع سے اخذ کی گئی ہے - باقی اصول کچہہ موجب ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ جو قانون وراثت انگریزان ہے اور کچہہ دیگر ایکٹ اور کچہہ عقلی اصول لئے ہین - مسایل وقف شرع مین پورے درج ہین کسی قانون کی اسمین ضرورت نہین ہے -

ب - جب اس قانون کی دفعہ ۷ امین وقف کنندہ کو خیال قید سے آزادی دی گئی ہے اور بصورت مقروض ہوجانے کے گذارہ اسکا ملنا واجب ٹہرایا گیا تو ممکن ہے کہ کوئی صاحب جایداد عیاش فضول خرچ ہو اور بہت سا قرضہ اوٹہالے آخر کار جایداد کو وقف کردے - قرض خواہان کو بعد وضع مالگذاری و گذارہ مقروض منافع سے حصہ رسدی ملیگا - شاید بعض اوقات بیس سال یا زیادہ تک روپیہ نہ مل سکے - اسمین حق تلفی قرض خواہان ہے -

ج - یہہ قاعدہ کہ جو درجہ مین اقرب اور عمر مین بڑا ہو جانشین ہوجاوے نہایت خراب ہے

شائد نالائق یا بد چلن یا لامذہب ہو اور مرتد ہو۔

مقام لاہور ———— محمد اسمعیل وکیل

اور رہا باب مین نامی اخبارون کے معزز ایڈیٹرون کی بہی یہی رائے ہی کہ یہہ مسودہ بلا ضرورت (جسکا وجود مذہب مین دست اندازی کے لئے شرط ہے) تجویز کیا گیا ہے۔ گویا ان ایڈیٹرون نے یہہ جتایا ہی کہ یہہ مسودہ برخلاف اصول قانون تجویز ہوا ہے۔ چنانچہ اخبار آفتاب پنجاب مشیر قیصر ونصرت الاسلام مین یہہ رائے مرقوم ہے۔ ہم اس مقام مین صرف نصرت الاسلام کی عبارت نقل کرتے ہین جو آفتاب پنجاب ومشیر قیصر کی عبارت پر مشتمل ہے۔ اور وہ یہہ ہے۔

مسودۂ قانون وقف

درباب مسودہ قانون وقف اخبار **آفتاب پنجاب** مطبوعہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۰ء مین جو آجکل لکہا ہی بیدار مغزان ہندوستان سب اوسی پسند کرتے ہین چنانچہ ہم ہی اوسکی نقل ذیل مین درج کرتے ہین

وہو ہذا

آجکل جناب سید احمد خان بہادر ممبر کونسل نے جو مسودہ قانون وقف اہل اسلام کے لئی وضع فرمایا ہے۔ اوسکی نسبت بنگالہ وغیرہ کے اکثر مقامات مین نہایت غل مچا ہوا ہے۔ اور بڑی بڑے تجربہ کار اور قانون دان حضرات کا قول ہے کہ یہہ مسودہ قانون بلا ضرورت اور غیر مفید بنایا گیا ہی بلکہ بجائی فایدہ کے جسکا دعوی سید احمد خانصاحب کرتے ہین۔ اولٹا نقصان اہل اسلام کو پہونچیگا اور چونکہ سید احمد خانصاحب نے اپنے خیالات نیچریہ کی وجہ سے تمام مسلمانون کو اپنی طرف سے بدگمان کر رکہا ہی یہانتک کہ تمام علمار اونکی تکفیر کر چکے اور بہت کم آدمی انکو مسلمان سمجہتے ہین۔ اسوجہ سے زیادہ تر لوگ خایف ہین پس گورنمنٹ کو چاہی کہ ایسے مسودہ قانون کو ذرا سمجہہ بوجہہ کر پاس کرے بلکہ جب تک تمام اہل ہندوستان کے اہل علم واہل الرائے اور کل علمار کے دستخط اوس پر نہ ہو جائین اوسوقت تک اوسکو ہرگز پاس نہونی دین اس مسودہ قانون مین بہت سے نقصان ہین جنکو وہی خوب سمجہہ سکتے ہین جو قانون سے واقف ہین۔

بیچاری ہندوستان کے سیدہے مسلمان اوسکی کنہ کو کیا پہونچ سکتے ہین - صاحب مشیر قیصر
تحریر فرماتے ہین کہ اسوقت تک بہت سی مضامین اس مسودہ وقف کی مخالفت مین ہمارے پاس
پہونچ چکے ہین یہہ رائین ایسی طول وطویل ہین کہ ایک ایک سے ہم اپنے اخبار کے صفحہ مین بمشکل
چہاپ سکتے ہین اور چونکہ بعض رائین تمام مذہبی اعتراضات سے مملو ہین جو سید احمد خان کی
مذہبی چال چلن اور طور وطریق پر ہین اس واسطے ان رایون کو ہمنے مصلحتاً نہین چہاپا -
اگرچہ ہمکو چہاپنا چاہیئے تہا کیونکہ یہہ بہی تو ایک مذہبی بات ہی - مگر تاہم ہمنے خیال کیا کہ ایسے
قانونی امور مین جسکا تعلق سرکار سے ہی ہمکو بہت ہوشیاری سے اوسپر اعتراض کرنا چاہیئے
اگر سرکاری واسطہ نہوتا تو پہر دیکہتے کہ ہم اسکی کیسی دہجیان اوڑاتے البتہ اہتو اہل الرائے کو
سمجہنا چاہیئے کہ یہہ مسودہ قانون ہے نہ تہذیب الاخلاق کا مضمون جسپر جیسے چاہو گرفت کرو -
ان اسپر تو اسی طور کا اختلاف آرا زیبا ہے جیساکہ واجب ہے یعنے نہایت تہذیب اور رقابیت اور
متانت کے ساتہہ اونکی واقعی لغزشتون کو بتانا چاہیئے اور جو نقصان آیندہ اس مسودہ قانون کے
اجرا سے پیدا ہونے والے ہین اونکو بہی ظاہر کرنا چاہیئے - اور جو باتین خلاف شرع شریف کے ہون
وہ سب بیان ہونے چاہئین - گویا قانونی وعلمی مباحثہ ہونا چاہیے - بلکہ اس موقع پر اون
علماء کی رائین اور فتوی چہاپنے چاہئین جو اس رائے کے مخالف ہین بس اگر اس طور پر یہہ
اعتراض واختلاف رائے ہو تو بے تامل ہم چہاپ سکتے ہین اور باقی طعن وتشنیع کی باتین
جو اونکی ذاتی معاملات سے متعلق ہین اس موقع پر اونکا لکہنا کچہہ ضرور نہین - حسن نیک
نیتی سے کہین تو اتنا اظہار نامناسب بہی نہو گا کہ واضع قانون وہ شخص ہے جسکو اوسکی قوم
باضابطہ خارج کر چکی ہے - مگر نہایت افسوس ہے کہ ہماری ہندوستان مین فرقہ علماء وفضلا
کی حالت رائے کی ایسی نازک ہے کہ وہ ہرگز قانونی عبارت نہین سمجہہ سکتی اور عوام کو بہی اسکی کچہہ
پرواہ نہین وہ اپنے حال مین گرفتار رہین پس کون ایسا عالی دماغ ہی کہ قانونی دقایق اور اوسکی ہر ایک
پہلو کو نظر غور سے ملاحظہ کرکے اوسپر بلا تعصب وتشدد رائے دین اور جب یہہ بات ہے تو صاف

معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح چیچک کا قانون پاس ہوگیا ضرور یہ مسودہ بہی جلد پاس ہوگا اور گروہ نیچریوں کا (جسکا مجتہد خود ممبر کونسل اور واضع آئین وقوانین اور سرکار کے نزدیک بحیثیت ممبری معتمد ہے) بہت جلد کامیاب ہوگا اور ملک کے خیرخواہ اور سچے دلسوز اور سچے مسلمان یونہی اسپر بیٹہے رہ جائینگے۔ (نصرت اسلام نمبر ۱-۱۱ و ۱۲ جلد ۱)

راقم (ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ) کہتا ہے۔ منشیر قیصر کے افسوس و شکایت کا مبنی حتی الوسع ازالہ کردیا ہی۔ اور اس قانون کے متعلق علمی وقانونی دونوں طور پر بحث کی ہے۔ اب منشیر قیصر وغیرہ ایڈیٹران عقلاء و قانون دانان فضلاء و اسلامی علماء اسمین انصاف سے داد دین اور جو کچہہ مین نے لکہا ہے اسکو حق پاوین تو اسکی تائید مین اپنی اپنی رائین لکہین یہہ جو صاحب منشیر قیصر نے لکہا ہے کہ ایسے قانونی امور مین (جسکا تعلق سرکار سے ہے) ہمکو بہت ہوشیاری سے اسپر اعتراض کرنا چاہیے۔ نہایت صحیح ودرست ہے۔ اور ہمسے ایسا ہی عمل مین آیا ہے۔ ہمنے جہانتک اسپر اعتراض کیا ہے اسمین تعلق سرکار کا لحاظ فروگذاشت نہین کیا بلکہ اس اعتراض کرنے مین کمال نیک نیتی وخیرخواہی سرکار کا پورا فرض ادا کیا اور اسبات کا قصد کیا ہے کہ جیسے گورنمنٹ آجتک رعایا کو آزادی عطا کرنے مین ممتاز ہے ویسی ہی ممتاز رہے۔ اور اعتراض دست اندازی مذہبی کی مورد نہ بنے۔ آئیندہ انصاف اسکا گورنمنٹ پر ہے۔

سابق کارروائی علماء و رؤسا متعلق مسودہ وقف

اس مسودہ وقف کے متعلق جو اہل اسلام کیطرف سے کارروائی ہوئی ہے وہ ناظرین اخبارات پر مخفی نہین ہے اسکا خلاصہ یہہ ہے کہ عدد مخالفین اس تجویز وقف کا موافقین سے بڑہکر ہے موافقین مین سے بہی جسنے اسمین توافق کیا ہے وہ آنریبل سید احمد خانصاحب کا ہم خیال

یا کسی مخالف کا دوست و آشنا - یا اپنے مذہب اسلام کے مسایل وقف وغیرہ سے ناآشنا ہی
اور مخالفین جمہور اہل اسلام ہین جنکا احصائ وشمار امکان سے خارج ہے - مین نے ناگذشتہ
پنجاب ایک سفر کیا تو اس مین بہت سے علمار وفضلار سے اس وقف کا ذکر آیا - جسکو پایا
مخالف پایا - اسکا موافق کوئی نظر نہ آیا - علمار مین سے جنہون نے اس مین اتفاق رائے ظاہر
کیا ہے انکے نام اخبارات ورسایل مین درج ہین ان علمار کے اسمار سے خود ناظرین جان سکتے
ہین کہ وہ علمار کس حد تک علوم دین سے واقف ہین اور انزایبل بہادر سے یا انکے مدرسہ
سے انکو کیا تعلق رہا ہے یا اب ہے - لہذا مین انکا حال بیان کرنا نہین چاہتا - ہان ایک
بات کا اظہار اس مقام مین واجبات سے ہے سو عمل مین آتا ہے -

علیگڈہ گزٹ وغیرہ پنجابی اخبارون مین دیکھا گیا ہے کہ جناب حضرت شیخنا ومولانا
بقیۃ السلف حجۃ الخلف مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے اس مسئلہ وقف مین
وفاق کیا ہے اسپر جناب ممدوح سے استفسار ہوا تو آپنے اپنا فتوی جو اس باب مین تحریر
کیا تہا بجنسہٖ ارسال فرمایا اسکے دیکہنے سے معلوم ہوا کہ جناب ممدوح نے اس مسئلہ سے توافق نہین کیا
بلکہ بدلایل عدیدہ اس کو رد کیا ہے - پس جو اسکو توافق سمجہے تو یہہ اسکی خوش فہمی کا نتیجہ ہے -
اس فتوی کے چند فقرات اس مقام مین نقل کرنا مناسب سمجہتا ہون تاکہ دامن خیال جناب ممدوح
لوث موافقت وقف مخالف اسلام سے پاک ہو اور مسلمانون کو اس وقف کے مفاسد پر زیادہ آگاہی ہو

(۱) جو اس قانون مین ہے کہ جو شخص متوفی سے قرابت قریبہ رکہتا ہو - اور عمر مین بڑا ہے
اس شخص کو استحقاق جانشینی کا ہوگا - شرعاً اسقدر کافی نہین ہے بلکہ باوجود قربت
قریبہ اور کلان سالی کے ہوشیار دیانت دار ہونا اور مسرف وبدکار نہونا بہی ضرور چاہیے
کہ وقف مین خلل وفساد واقع نہو - چنانچہ قولہ تعالے لاینال عہدالظلمین اسپر شاہد ہے

(۲) - اور جو اس مین مذکور ہے در صورت عدم موجودگی رشتہ داران
نسبی کی جایداد شوہر یا زوجہ کو جیسی صورت ہو ملیگی لیکن اگر

مرد متوفی کے ایک سے زائد زوجات ہوں تو اس زوجہ کو ترجیح دیجائیگی جسکا اسکے ساتھہ پہلے نکاح ہوا ہو انتہے کلامہ۔ اور لامحل کلام کا اسمیں یہہ ہے کہ زوجات کی نان ونفقہ کی خبرگیری سے حسب حاجت روے ایہی انکے رشتہ دار دن کا ہونا نہونا برابر ہے جس جسقدر نفقہ کے زوجات کو حاجت ہوگی زوجات پائینگین بطور مدد معاش کے اوقاف مین سے اور جس جسقدر رشتہ دارون کو حاجت ہوگی ہر واحد موافق حاجت کے پائیگا اور جو کوئی رشتہ دار خواہ ذوی الفرض وعصبات و ذوالارحام سے نہو تو زوجہ ایک ہو یا زائد ہون بقدر خرچ کے انکو ملیگا باقی اور مصارف فقرا مین صرف ہوگا یا جمع رہیگا آیندہ بمصارف دیگر صرف کیا جائیگا یہہ میراث مملوکہ متوفی باقی نہے کہ بروقت عدم موجودگی وارث کے شوہر سب لیلے یا زوجہ لیلے لا نورث ما ترکنا صدقۃ الحدیث جیسکہ ابوبکر رضؓ صدیق اور دیگر خلفا عمل درآمد کرتے رہے اوقاف فدک وخیبر و بنی قریظہ وغیرہ مین بعد آنحضرت صلعم کے مطابق دستور آنحضرت صلعم کہ جو حین حیات مین اپنے ازواج مطہرات و بنات کو برابر دیتے رہے اور اہل حاجات کو حسب حاجت کے دیتے تھے اور ترجیح زوجہ اولی کو بہ نسبت زوجہ ثانیہ کے بھی خلاف شرع محمدی کے ہے کیونکہ آنحضرت صلعم زوجہ اولی و ثانیہ و ثالثہ و رابعہ وغیرہ کو برابر دیتے تھے۔ اور پہلے کو باعتبار دوسرے کے ترجیح نہین دیتے تھے۔ ہان اگر کسی زوجہ کو کچھہ خرچ زائد کی حاجت ہوئی تو بقدر حاجت زائد کے اوسکو دیتے تھے ما اتکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوا اور جو اسمین ہے کہ جانشین متوفی کے بیوہ صغیرہ کی حالت مین غایت تعداد سواجب سالانہ کی اس غایت تعداد سے نصف ہوگی جسکی بیوہ کبیرہ بموجب جزو ماسبق دفعہ ہذا کے مستحق ہوتے یہہ قانون مطابق شرع کے نہین بلکہ بطور مدد معاش حسب حاجت کے دونون کو دینا چاہیے اگر دونون حاجت مین مساوی ہین تو برابر دینا چاہیے کیونکہ آنحضرت صلعم اوقاف مین سے ہر زوجہ رضؓ کو نفقہ برابر عطا فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ سے واضح ہوتا ہے۔ یہہ چند فقرات فتوی جناب مخدوم کے منقول ہوئے ہین

ناظرین ان فقرات کو بغور ملاحظہ فرماکر داد دین کہ آیا جناب ممدوح نے اس فتوی مین وقف مصنوعی
جناب کو رد کیا ہی یا اسمین توافق رائے کا اظہار کیا ہے - ہان اس فتوی کے شروع مین ایک فقرہ
یہہ بہی مرقوم ہے کہ نفس وقف لنفسہ و لنسلہ و لاہلہ محل کلام نہین ہے **شاید** اس فقرہ کو توافق
خیال کیا گیا ہے - مگر یہہ کمال غلط فہمی ہے - نفس مسئلہ وقف لنفسہ و لاہلہ مین تو ہمکو بہی
کلام نہین ہے - اور نہ کسی اور مسلمان اہل علم کو - سب کوئی جانتا ہے کہ مسئلہ وقف اقارب
کتب حدیث و فقہ مین آچکا ہے - **کلام** تو اسمین ہے کہ جو شرطین و لوازم وقف شرعی کے
ائے ہین وہ اس وقف مصنوعی مین متحقق ہین یا نہین - سو جناب شیخنا و مولانا نے خوب مفصل
و مدلل بیان فرمادیا ہے کہ جو وقف شرعی کے شروط و لوازم ہین وہ اس وقف مین متحقق نہین
ہین - اسلئے یہہ وقف وہ وقف نہین جسکی صحت و جواز مین ہمکو کلام نہین -

اب اگر کوئی اس تفصیلی کلام مولانا کو خیال مین نہ لاوے اور صرف اس اجمالی فقرہ کو دست آویز
بناکر اس سے اس وقف کا (جسکے احکام و لوازم و شروط ایکٹ ۱۰ سنہ ۶۵ و ایکٹ ۱ سنہ ۶۹ وغیرہ ایکٹ ہائے
گورنمنٹ انگریزی کے مطابق ہین نہ شرع محمدی کے) جواز نکال لے تو یہہ وہی بات ہے جو کسی عقلمند سے
ظہور مین آچکی ہے کہ قرآن مجید سے جزو آیۃ لا تقربوا الصلوۃ کو دست آویز بناکر نماز کو ترک کر
دیا اور لحاظ قید و انتم سکاری کو مسلمانون کا حصہ سمجہکر چہوڑ دیا - **بالجملہ** کوئی عالم
فقیہ یا محدث ہندوستان یا پنجاب کا اس وقف مصنوعی کی تجویز مین خانصاحب بہادر سے متفق
الرائے نہین ہے - جو عالم اسمین متفق ہوئے ہین وہ اسی قسم سے ہین جنکا حال مجملاً جتایا گیا ہے
یہہ کارروائی علماء کا بیان ہے - اور جو سوا ہے انکے رؤسا و شرفاء سے اس وقف کے متعلق کارروائی
ہوئی ہے سو بہی کارروائی علماء کی مانند ہے - رئیسون و شریفون مین سے بہی تہوڑے ہی لوگ
اس مسودہ کی تجویز مین متفق ہوئے ہین - اور اسکے مخالف موافقین سے بڑہکر ہین چنانچہ بہار مین ہزارون شریفون
اور معززون نے اپنے مخالفہ رائے کا اظہار کیا ہے اور اسباب مین ایک محضرنامہ تیار کرکے گورنمنٹ
مین پیش کردیا ہے - اور جنہون نے توافق کیا ہے سید احمد خانصاحب بہادر کی ہم خیالی یا انکے ہم

خیالون کے لحاظ و دوستی یا مسایل مذہبی سے ناواقفیت کے سبب کیا ہے یہہ امر اہل پنجاب کے توافق مین تو ہمنے مشاہدہ کر لیا ہے اسی قیاس پر دوسری جگہہ کے موافقین کا حال خیال کیا جاتا ہے

نتیجہ

ان تمام مسایل مذہبی - و اصول سلطنتی - و مباحث قانونی و خیالات جمہوری کے اظہار و بیان سے مقصود و مطلوب یہہ ہے کہ علماء دین و روساء مسلمین ان مسایل و مباحث میں غور و تامل کو مصروف فرماوین پس اگر انکو صحیح پاوین تو جمہوری اتفاق کے ساتھہ جابجا محضر نامے متضمن درخواست نامنظوری تیار کرین اور روساء صوبہ بہار کی طرح گورنمنٹ میں پیش کرین اور جو صاحب خود اسبات کا اہتمام نہ کرسکین وہ اس مضمون کی تحریرین کہ بنظر مسایل مذہبی و مصالح ملکی جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ و ۴ جلد ۳ مین بتشریح بیان ہوئے ہین ہم لوگ اس قانون کا تجویز ہونا پسند نہین کرتے) اپنے نواح کے علماء و روساء سے مصدق و مسجل ہو اور مہر کراکر راقم کے پاس بہیجدین - یہان سے ان سب تحریرات کو یکجا کر کے گورنمنٹ مین پیش کیا جاویگا اور خیر خواہی مذہب و ریاست کا پورا حق ادا ہوگا - پس اگر گورنمنٹ نے ہم مسلمانون کی درخواست کو ملحوظ فرماکر اس تجویز قانون کو منظور نکیا تو مدعا حاصل ہوا - اور اگر یہہ قانون بہر حال پاس ہوگیا تو پہر روساء متبعان دین و پیروان شریعت سید المرسلین اپنی جایدادون کو اس قانون وقف کے ماتحت نکرین - اور اپنی آزادی مذہبی کو اس قانون کی پابندی سے ہاتھہ نہ دے بیٹھے اس امر کی اس قانون نے خود اجازت دی ہے - چنانچہ انریبل بہادر نے مضمون تدبیر مین خود اسبات کی اجازت دی ہے - اور دفعہ سیوم قانون کی اسمین اسیطرح تشریح کی ہے کہ جو شخص چاہے اپنی جایداد کو اس قانون کے متعلق کردے اور جو چاہے وقف خاندانی مطابق شرع محمدی کے کرے کسی پہ کچھہ جبر نہین ہے - اصل عبارت جناب یہہ ہے -

دفعہ ۳ - ہر عاقل بالغ مسلمان مجاز ہوگا کہ اپنی جایداد کو جو از قسم زمینداری یا معافی

دفعہ ہو یا اس مین سے کسیقدر کو اس قانون کے ماتحت کر دے بشرطیکہ۔

۱۔ جایداد کلیۃً اور خالصاً اسی کی ہو اور محض اسی کے خالص قبضہ مالکانہ مین ہو اور رجسٹری کے دفتر مین اسی کے نام پر مندرج ہو۔

۲۔ جایداد مذکورہ ایک یا زیادہ محالات پر مشتمل ہو۔

۳۔ جایداد مذکور پر کوئی مواخذہ نہو۔

۴۔ جایداد مذکور کے ذمہ سرکاری مالگذاری باقی نہو۔

۵۔ جایداد مذکور کی سالانہ لگاسی دس ہزار روپیہ سے کم نہو۔

اس دفعہ سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی شخص خواہ اس قانون کی تعمیل پر مجبور نہوگا بلکہ جو شخص کہ چاہے کہ اسکی جایداد ہمیشہ کو محفوظ رہے اسکو اختیار ہوگا کہ اپنی ریاست کو اس قانون کے متعلق کر دے *

بلا لحاظ اس قانون کے جو مسئلہ وقف خاندانی کا مسلمانون مین ہے اسکے مطابق بھی جایداد کے وقف کرنے کا کچھہ امتناع اس قانون سے نہوگا مگر جو خاص رعایتین اس قانون مین کیگئی ہین وہ اسی جایداد سے متعلق ہونگے جو اس قانون کے ماتحت کئے گئے ہونگے * تہذیب الاخلاق ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۶ء صفحہ ۱۵ و ۵۲۔

اطلاع

یہہ اوراق بعد الطبع مطالعہ مین آئے تو انمین چند اغلاط معلوم ہوئی از انجملہ جو سخت اغلاط تھے ناظرین کو جتائے جاتے باقیماندہ کو ناظرین خود درست کرین۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷	۷	کہا گیا	کہا گیا
۷۵	۹	بلا لحاظ و پابندی	بلا لحاظ پابندی۔
۸۰	۳	وجہ قرابت	وجہ قرابت کو رد کیا۔
۸۳	۷	کرتے ہو	کرتے ہوئے
"	۱۷	وہ ہمیشہ	وہ جو ہمیشہ۔
۸۵	۱۹	سفینہ	سفیہ

لوکل

سفر

سفر ماہ اپریل میں جسکا ذکر پہلے کر چکا ہوں دو امر عجیب مشاہدہ میں آئے جسکا بیان موجب عبرت و ہدایت سمجھا گیا ہے -

اول ۷ اپریل کو بارہ بجے دن کے میں دہلی پہونچا چونکہ ورود دہلی سے صرف حضرت شیخنا و شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی زیارت اور جناب ممدوح سے بعض مسایل دینی کا استفادہ مطلوب تھا میں انہی کی خدمت میں ٹھہرا - اور بسبب قلت فرصت اور جلدی سفر کی اور کسی دوست سے نہ ملسکا - اور اسی دن شام کی ٹرین میں الہ آباد وغیرہ کیطرف روانہ ہوا -

میری روانگی سے دوسرے دن ہمارے قدیمی حریفوں مقلدین دہلی نے باوجود علم اسبات کے کہ وہ شخص دہلی سے روانہ الہ آباد ہو گیا ہے - ایک اشتہار چھپوا دیا جسکا خلاصہ یہہ ہے -

اشتہار

مولوی محمد حسین بٹالوی ثم اللاہوری جو وارد حال دہلی میں تقریری مناظرہ کرلینگے کوئی بہہ اور تاریخ مقرر فرماویں اور اپنے معتقدات خلافیہ کو کہ جنکو لاہور میں خلاف اہل حق چھاپ چھاپ کے شایع فرمائی اور دہلی میں مناظرہ کا نقارہ بجانے میں ہمارے روبرو دلایل سے ثابت کر دیں اور ہمارے اعتراضات کو اٹھاویں تاکہ سب اہل مجلس حق و ناحق جان لیویں -

اب اگر یہہ اشتہار سنکر مولویصاحب کوئی بہانہ بناکر چلے جاویں تو ہم سے خرچ ریل طلب فرماکر پھر لاہور سے دہلی میں تشریف لاویں یا اپنا خرچ ریل بھیجکر لاہور میں بلالیں -

المشتہر

محمد عبد اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ مولوی عبد الرب صاحب و محمد عبد الحق مدرس مدرسہ فتح پوری -

---

اور رجب میں سفر سے واپس ہوا تو جبل پور سے لاہور تک کا ٹکٹ لیا رستہ میں گاڑی کو حرج پہونچکر وقفہ ہو گیا تو غازی آباد میں بعد روانگی میل ٹرین پنجاب کے پہونچا وہاں دوسرے مکسڈ ٹرین کے لئے پانچ گھنٹہ انتظار کرنا پڑا

اسکے پہر ایک دفعہ شیخنا المجدد وغیرہ احباب کے
زیارت کو دل چاہا — وہ نسے ایک پنجاب
ٹو دہلی ٹرین پر سوار ہوکر ٹہیک دس بجے دہلی
پہنچا اور وہان سے پہر ایک بجے + سوار ہوکر غازی
آباد واپس آیا۔ اس تین گہنٹہ مین کئی دوستون
سے ملا اور کئی جگہہ پہرا غرض دو گہنٹہ کسی جگہہ
نہین ٹہرا۔ اس اثنا مین میری عین سوار
ہونے کیوقت پہر حضرت مقلدین کا پیام پہنچا کہ
ہمسے گفتگو کرکے جاؤ اسوقت مینے یہہ جواب دیا
کہ آپکے اشتہار مین صاف مندرج ہی کہ اگر چلے جاؤ
تو ہمسے خرچ ریل طلب فرما کر پہر لاہور سے دہلی
مین تشریف لاوین یا ہمکو خرچ ریل بہیجکر لاہور
مین بلائین۔ بالفعل مین اسپر عمل کرتا ہون
اور سر دست ٹہر نہین سکتا۔ پہر ان حضرت نے
اپنے اس مضمون اشتہار کو بہی قبول نہ فرمایا
اور دہلی مین یہہ مشہور کر دیا کہ وہ شخص مباحثہ سے
گریز کرکے لاہور چلا گیا ہے۔ اور یہہ بات کو
اکمل الاخبار دہلی مین بہی درج کرا دیا۔ اب
مین انکے اشتہار کا پوست کندہ جواب بدفعات
ذیل دیتا ہون۔

(۱) اولاً جس حالت مین کہ عرصہ ایک سال سے
مین نے مقلدین کا خطاب چہوڑ کر حضرت
نیچریہ کا معارضہ شروع کر رکہا ہے جسمین آپکی
اور مقلدین دونون فریق کے مسایل مسلمہ
کی نصرت وحمایت متحقق ہے مقلدین کو مجہہ سے
الجہنا مناسب نہین۔ ہم اور مقلدین اگرچہ
مسایل فرعیہ عملیات مین باہم مختلف ہین تاہم اصول
اعتقادیات مین متفق ہین۔ اور نیچریہ اصول
و فروع دونون مین ہم دونون فریق کے مخالف
ہین ایسی حالت مین ہم دونون فریق کو مناسب ہے
کہ باہمی فروعی جہگڑے چہوڑ کر ان مخالفین کی
تحریراً و تقریراً خبر لین۔ نہ یہہ کہ آپسمین
خانہ جنگی کرین افسوس ان حضرات نے مضمون
صفحہ ۳ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۳ ملاحظہ نہین
کیا یا دیدہ و دانستہ اسکا خلاف کیا ہے سو
اگر بہر حال آپس ہی مین لڑنا جہگڑنا مناسب ہے
اور تقلید مذاہب فرعیہ کا یہی خاصہ ہے تو
پہر یہہ سوچنا چاہیے کہ گفتگو کا یہہ کونسا
موقعہ ہی کہ ایک شخص کسی ضرورت سے اپنے
رستہ چلا جاتا ہے اور دوسرا آستین
چڑہا کر یہہ دعوی کرتا ہے کہ اپنے ضروری
کام چہوڑ دو اور مجہہ سے بحث کرنے کو ٹہہر جاؤ

+ ان تفاصیل کے ذکر سے میری عدم فرصتی و استعجال سفر کا بیان مقصود ہی اور ایسی حالت مین مقلدین کے سوال مباحثہ کی بے موقعی

اور سے اہی گذر چکا نمبر تو کبھی مطالبہ کے منتظر رہتے کو کیا خیال پیدا ہو گیا کیا انہوں نے پرچہ کی توقف دو ماہ سی موقوفی پرچہ کا گمان کر لیا۔ یا ہر توقف کے لئے توقف کیا بہر حال ہمارا بیانات سابقہ کو مبذول فرماویں اور بفور ملاحظہ اس شکایت دو کی زر باقیات بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماویں تو دوبارہ پرچہ دیکھنے کے منتظر رہیں۔ دو مہینے تک آمدنی کی توقف کے بعد پرچہ کی ترسیل ہمارا مواضع سکونت ان حضرات کی یہہ ہیں امرتسر۔ آگرہ۔ انبالہ۔ بنارس۔ [illegible] لاہور۔ دہلی۔ دیرہ دون۔ دربھنگہ۔ راولپنڈی۔ رنگون۔ راونڈ۔ سلطانپور۔ عظیم آباد پٹنہ۔ علی پور۔ فتح پور۔ [illegible] [illegible] [illegible]

ان حضرات کی خدمات میں رضامندیٹ درست اور تفصیل سے آجتک بلا رسال نہیں فرمایا اور بار بار یہی تقاضا نمبر گمان ادہر کی بھی نہیں کیا جاتا صرف عدم توجہی سے اس قدر تاخیر کا گمان ہے۔ نیز التماس ہے کہ توجہ فرماویں اور جلد ارسال قیمت فرماویں۔ ان حضرات کے مواضع سکونت یہہ ہیں۔ اکولہ۔ جے پور۔ حیدرآباد۔ ڈہاکہ۔ سہارنپور۔ (علیگڈھ یا سیالکوٹ یا کلکتہ) گورداسپور۔ مراد آباد۔ ملتان۔

انتظام جدید

انتظام جدید رسالہ پر ایک میگزین کل کا اتفاق ہو گیا ہے اور اب وہ گویا مجمع علیہ ہے جن تین ممبروں کی رائے کا حال ماہ فروری میں معلوم ہوا ان میں سے ایک نے بعد کو اختلاف کیا ہے اور ایک نے وفاق۔ اور ایک نے دست بردار ہو گیا ہے۔ اب تجویز ثانی متفق علیہ سمجھا جاویگا۔ جس ممبر نے اختلاف کیا ہے اسکی خلاف کی دلیل یہہ ہے کہ جو [illegible] کاموں سے بہت پختہ و پایدار ہو [illegible] اس دلیل کو پسند کرتا ہوں [illegible] [illegible] یہی بات پیش کرنا کافی سمجھتا [illegible] ایک سفر پیش آگیا ہے جس میں جو ہو [illegible] رسالہ دو مہینے تک بند رہے اگر یہہ مجبوری کا ضرر اور کوئی دوسرا بھی اسکا سرپرست ہوتا تو کام جاری رہتا۔ مگر کیا کیا جاوے لوگوں کی ہمت پست ہے ایسا کوئی نظر نہیں آتا جو اس کام کی ذمہ داری سر پر لے اور میرے ساتھ کوئی ایک بھی شریک اہتمام ہو۔ جو [illegible] دور ہے ایک دو ہی سے بھی نظر [illegible]